یهدی الله لنوره من یشاء

حق

حق حق

لوائح جامی

تجلیات دل

مطبع نامی قاسم پریس میں طبع ہوئی

حیدر آباد دکن ۱۳۳۱ھ

PLEASE DO NOT REMOVE
CARDS OR SLIPS FROM THIS POCKET

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY

BP 189 J3 1912

Jami
Lavayih-i Jami

BP
189
J3
1912

LIBRARY
UNIVERSITY OF TORONTO

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد باری تعالیٰ عز اسمہٗ

حمد اُسکی بشر سے کب ادا ہو — الحمد اُسیکی جب ثنا ہو
اور نعت رسول کبریا کی — حق نے خود آپ ہی ادا کی
آل اور اصحاب نبی کی — اللہ نے خود درود بھیجے
اُنکے ہیں جو تابعین کامل — اُنپر بھی سلام حق ہے نازل
حمد و نعت و سلام و صلوٰۃ — بندوں سے ہی بسکہ از محالات
مومن کو حکم حق ہے آیا — جب صلّوا علیہ سلموا کا
اس حکم کا امتثال ہے یان — ورنہ کسکی مجال ہے یان
یارب صلے علی محمد — آل و اصحاب پر بھی بھیجد

مناجات

بدرگاہ قاضیُ الحاجات

یارب غفار ہے تو میرا — اور مین ہون گناہ گار تیرا
ہوتا نہ اگر کوئی گنہگار — کہتا پھر کون تجھکو غفار
بندون کے نہ عیب گر چھپاتا — ستار لقب کہان سے پاتا
آدم نے جنان مین جو خطا کی — دنیا اُس کے بدل عطا کی
کی اُسکی خطا سے چشم پوشی — گندم کو دکھا کے جو فروشی
بخشش کرنیکو جب تو آیا — ہم نے تجھے عاصیون مین پایا
بڑھ کر کوئی اس سے کیا سند لے — نیکی پائی بدی کے بدلے
رحمت تری بڑھ گئی غضب سے — بڑھکر ہے یہی امید سب سے

رحمت کا امیدوار ہون مین — تقصیر سے شرمسار ہون مین

ادنے بخشش تیری جہان ہے — تجھپر ہے عیان جو کچھ نہان ہے

کس منہ سے کہون کہ مین ہون عاصی — تو مجھکو گنہ سے دے خلاصی

جو بات نہ کہنے کی ہو قابل — مشکل مشکل ہے سخت مشکل

اب تجھسے مرا سوال کیا ہو — اس بات مین قیل و قال کیا ہو

بیحد رہی روسیاہی توبہ — توبہ توبہ الٰہی توبہ

تیرے فرمان بجا نہ لایا — وہ کام کیا جو جی مین آیا

کی یاد خدا نہ ذکر باری — کاٹی یون ہی اپنی عمر ساری

امید دون نے کیا کنارا — جز تیرے نہین کہین سہارا

بد ہون یا نیک ہون تو تیرا — تو ہے پروردگار میرا

جو نیک ہون پاس آئین تیرے — عاصی کہان در پہ جائین تیرے

عاصی ترا کس کے پاس جائے — اس شکل سے کسکو منہہ دکہائے

تونے لاتقنطوا کہا ہے — بڑھکر امید اس سے کیا ہے
اُدعونی استجب لکم ہے — ظاہر ہیں نشان تیری کرم کے
بس ایک وسیلہ میں نے پایا — جو سورۂ نور میں ہے آیا
تو نور زمین و آسمان ہے — خود نور وجود ہی جہان ہے
جس نور کی دی ہے تونے تمثیل — اک طاق میں شیشہ کی ہی قندیل
اسمیں ہے چراغ اک منور — تابان ہے فلک پہ جیسے اختر
لو اسمیں لگی ہوئی ہے روشن — زیتون کا پہونچ رہا ہے روغن
وہ نخل مبارک ایسی جا ہے — شرق و غرب اسکی بھی ہوا ہے
روغن اسکا ہے صاف ایسا — بالکل آتش سے ہے اچھوتا
ہرگز نہیں اسکو آگ پانی — خود شعلہ کی ہے وہ زندگانی
جلتا ہے صفا پہ جسکی کافور — پاکیزگی اسکی نور پر نور
وہ نور سے اپنے جسکو چاہے — سیدھا رستہ اسے بتائے

بیہودہ انکو خدانے دی ہی تمثیل — اس نور کی جیسی شمع و قندیل
سب شئی کا علیم وہ خدا ہے — دانا بینا ہے جانتا ہے۔
نااہل کو راز کا سُنانا — اندہے کو چراغ ہے دکہانا
مصباح ہے جان دل ہے قندیل — اور طاقچہ تن ہے اسکی تمثیل
یہہ نور ہی عین ہے شفاعت — ہے ساری جہان پہ جیسے رحمت
ہوتا نہ جہان میں نور پیدا — ہوتا نہ ظہور حق ہویدا
وہ نور محمدی جہان ہے — عالم روشن جہان جہان ہے
اس نور نبی ہی کی بدولت — نازل ہوئی انبیا پہ رحمت
دی آدم کو نجات اسی نے — رکھ لی حوا کی بات اُسی نے
یوسف کو قید سے نکالا — موسیٰ کو عدو کے گھر میں پالا
طوفان سے نوح کو بچایا — یوسف کو باپ سے ملایا
سلگی جو خلیل کے لئے نار — اس نار کو کر دیا ہے گلزار

یونس ع کو ماہی سے نکالا | برسوں جس کے شکم میں پالا
ایوب ع کو دی نجات غم سے | اور نوح کو بحر کے ستم سے
اس نور کی بس یہی ہے عادت | ہم عاصیوں کی کرے شفاعت
آفت سے ہر ایک کو بچالے | محنت سے ہر ایک کو چھڑالے
بخشش کا خدا سے کام لینا | گرتا ہو کوئی تو تھام لینا
بڑھ کر اب اس سے کیا ہو تسکین | دنیا کیساتھ جب ملے دین
دنیا تن اور دین جان ہے | دونوں میں جدائی پھر کہاں ہے
امت جسمِ محمدی ہے | اِس جسم کی جان خود نبی ہے
تن جان پہ جان سے فدا ہے | کچھ جان سے تن نہیں جدا ہے
اس تن کو ہے جان سے محبت | سو جان ہے جان کو تن سے الفت
پوشیدہ نہیں ہے جان سے تن | جان پر تن جان ہے، تن پہ روشن
دونوں اک ایک کے ہیں محرم | تن جان سے جان تن سے ہمدم

تکلیف ہی تن کی جانکو سہنا
غمخواری مین ہم ہے رہنا

امت کو نباہ ہے نبی سے
جیسی ہے نباہ تن کی جی سے

جسوقت نبی جہان سے اٹھے
محضر لیکر یہان سے اٹھے

امت کو بچانیکا تھا وعدہ
جنت دلوانیکا تھا وعدہ

محشر مین کہیگا جب یہہ محضر
دہل جائینگے عاصیونکے دفتر

نفسی نفسی وہان کہینگے
اپنی اپنی مین سب رہینگے

فرمائینگے صاحب شفاعت
جوش رحمت سے امت امت

بیچارون پہ رحم کہائینگے وہ
ایک ایک کو بخشوائینگے وہ

امت پہ فدا کیئے نواسے
مارے گئے کیسے ہو کے پیاسے

اللہ کی رہ مین ہوکے قربان
کر دی امت کی مشکل آسان

زینب نے دی اپنے سر کی چادر
اور نذر کیا سر برادر

سجاد نے کی قبول زنجیر
امت کی رہائی کی تھی تدبیر

پایا جو حرم نے قید خانہ
عاصی امت کا تھا چھڑانا

مشکلین کسو البین بی بیون نے
دی ہمکو خلاصی قیدیون نے

جو کچھ کرنا تھا کر گئے وہ
امت کے لئے گذر گئے وہ

سب کچھ تھا نور کی بدولت
امت کے لئے سہی مصیبت

یارب اس نور کی قسم ہے
اور اسکے ظہور کی قسم ہے

اس نور محمدی کا صدقہ
پیاری آل نبی کا صدقہ

حق راضی ہے انکی جو رضا ہو
کرتا ہے نبی نے جو کہا ہو

رکھتے پر ایسی کچھ وہ قدرت
صاحبزادون کو کی وصیت

اعمال سے درگذر نکرنا
رشتہ پہ مرے نظر نکرنا

رشتے ہین اگرچہ ہو نبی کے
وان ساتھ نہین کوئی کسی کے

ہان ساتھ فقط عمل رہینگے
اچھے ہون تو بہ محل رہینگے

فرمان خدا ہے فرض سب پر
بندے اعلیٰ ہون یا ہون کمتر

جیسا جو کرے وہ ویسا پائے
جو جمع کیا وہی اٹھائے

اللہ کو عاجزی ہے مرغوب
اسکو تو ہے التجا ہی مطلوب

در کو کہا۔ دار کو سنانے
اس سفر کو اہل رہ جانے

مین کون ہون میری کیا حقیقت
پس مجھکو نبی کی یہہ وصیت

بندہ ہون گناہگار تیرا
گر خیر سے خاتمہ تو میرا

تو فضل کر اپنا مین ہون عاصی
تو عدل سے اپنے دی خلاصی

جتنے ہین میرے عمل کے دفتر
خط عفو کا کھینچ ان پہ یکسر

تو میری خطا سے درگذر کر
تو اپنی عطا پہ ہی نظر کر

تیری تو شکستہ دل ہی منزل
سب سے ہے شکستہ تر میرا دل

مجھ سے نہ کسی کو مانگتا ہون
مین تجھ سے تجھی کو مانگتا ہون

تو خود ہو اگر میسر ہی کمائی
دنیا ہے میسر ہی میری خدائی

در وصف حضرت شاہ خاموش چشتی صابری نور اللہ مرقدہ و حضرت محمد شاہ ہاشم حسینی و پیر اصغر حسینی چشتی صابری عم فیوضہما

بندہ ہے وہی یہ ہم نے جانا — جس نے آقا کو اپنے مانا
مجھکو ہے عقیدت تمامی — در دولت سے جسکی ہے غلامی
نام پاک اُنکا شاہ خاموش — خم خانۂ صابری کے مے نوش
گر اُن کا سخن کوئی سنا ہو — غوغائی خموشی ہی سنا ہو
خاموش کا جا بجا ہے چرچا — اور ہند میں بج رہا ہے ڈنکا
حضرت کے ہیں جانشین باکرام — سید ہاشم حسینی ہے نام
ہیں صاحب تقوی و ذی کرامت — خاموش نے دی انہیں خلافت
صاحبزادے ہیں اُنکے اصغر — ہیں اپنے طریق میں وہ رہبر
پیر اصغر ہے نام جن کا — ادنےٰ سگ آستان ہوں انکا

اِن کو ملی باپ سے خلافت
یارب دونوں ہیں سلامت

دو پھول ہیں صابری چمن کے
لب ہیں خاموش کے دہن کے

وہ نور ہیں اور یہہ نور کی ضو
وہ مہر یہہ مہر کے ہیں پرتو

اسرار بھرے ہیں سینے اِنکے
گنج عرفان سفینے انکے

رخ سے ہے معرفت برستی
آنکھوں سے ٹپک رہی ہے مستی

وہ جس پہ نظر اٹھاکے دیکھیں
مخمور اُسکو بنا کے چھوڑیں

کوئی دل اسپہ لاکے دیکھے
کچھہ شک ہو جسے وہ آکے دیکھے

پابندِ شریعت ۔ محمدؐ
رہبر و بطریقتِ ۔ محمدؐ

اور خُلق محمدؐ ہی کے عامل
عرفان کے حقیقتوں میں کامل

چشتی اور قادری گھرانا
اور چشت میں صابری گھرانا

ہے دونوں طریق کی اجازت
حافظ سے ملی دکن کی خدمت

عرفان کا ہے باب صورت اِنکی
سائل کا جواب صورت اِنکی

وہ گفت و شنید کیا سناؤن
ہین قابل دید کیا بتاؤن

دل، دم، دید ونکا کہیل ہے یہان
ہو حق کا ہی دم سے میل ہے یہان

دل کو تار نفس سے ہے میل
دو دید و نکی تینیو نکا ہے کہیل

وہ نور جو ان مین جلوہ گر ہے
اللہ کے نور کی نظر ہے

اس نور کا جان و دل مین ہے جوش
ہر سمت سے ہے صدا کہ خاموش

در وصف حضرت استادی جناب سید خلیل صاحب ہراتی قدس سرہ العزیز

برسون رہا گرچہ فیض استاد — پر حرف الف ہی رہگیا یاد

حاجی سید خلیل ہروی — اولاد علیؑ و آل نبوی

علم فقہ و حدیث و تفسیر — اور شرع محمدی تھی جاگیر

اور علم تصوف و حقیقت — انکے گھر کی تھی خاص دولت

تھی اپنے ہی جد سے بہرہ مندی — تھا سلسلہ انکا نقشبندی

جد ہین جن کے حسینی سادات — تھے صاحب کشف و کرامات

ہے گلشن راز جنکی تصنیف — مشہور جہان ہے جسکی توصیف

بیعت کا مزہ مجھے چکھایا — رستہ اللہ کا بتایا

دل مین روشن کیا ہے ایمان — کافر کو بنا دیا مسلمان

یارب دے انکو جنت آیات — یہہ آل نبی ہین بھیج صلوات

بندگان اقدس و اعلیٰ کے سایۂ ظلّ الٰہی

قصیدہ

در مدح قدر قدرت سکندر شوکت دارا حشمت فریدون فر خداوند نعمت اعلیحضرت نواب میر عثمان علی خان بہادر آصف سابع نظام دکن جی سی ایس آئی حضور پرنور

ہم اُنپہ فدا بہ جان و تن ہیں — جو ساتویں آصفِ دکن ہیں

عثمان علی ہیں جنکے حامی — عثمان علی ہے نام نامی

اللہ رکھے اُن کو تا قیامت — سر پر مخلوق کے سلامت

راضی اُن سے ہے سب رعایا — کیا اپنا اور کیا پرایا

قربان کرتا ہے کوئی سر کو — کرتا ہے نثار کوئی زر کو

گھر اور عیال سے ہے حاضر — جان و زر و مال سے ہے حاضر

ہر ایک کو مل رہی ہے عزت — اک ایک کو دے رہے ہیں خدمت

غمگین کے غمگسار ہین وہ — پُر درد کے سوگوار ہین وہ

آباد اپنے دکن کو رکھا — شاداب اپنے چمن کو رکھا

ڈالا جس پر چرن کا سایا — چاہا جیسا اُسے بنایا

فقرا ہین رئیس کے دعاگو — اُمرائے دکن ہین سب ثناگو

تھا پانچ برس کا میمنت سن — اور علم کی ابتدا کے تھے دن

جب سے مجھے اُنکی ہے غلامی — کاٹے سترہ برس تمامی

اُس وقت سے مجھ پہ ہے عنایت — بیحد سرکار کی ہے شفقت

قسمت مین جسقدر تھا لکھا — شہزادو نکا ملا ہے صدقا

اس سے بڑھکر نہین ہوس ہے — وہ مجھ پہ مہربان ہین یہ بس ہے

کس منہہ سے شکر یہ ادا ہو — بہتر ہے کہ مین رہون دعاگو

گذرا اک سال خیر سے ہے — ہین تخت نشین وہ تمکنت سے

یہ پہلی گرہ پڑی ہے جسکی — تالیف ہے یادگار اِسکی

یہہ سال جلوس ہے جو پہلا
سنئے پہلے مرا قصیدہ

قصیدہ

کس گل کی مہک تن چمن ہے — کس نافہ کی بو ختن ختن ہے
کس مست کی ناک مین ہے نرگس — پھولی کیون آج یاسمن ہے
کس غیرت گل کی آرزو مین — لالہ نسرین و نسترن ہے
بلبل ہے ترانہ سنج کس کا — طوطی کیون آج نغمہ زن ہے
یاقوت بھی سرخرو ہی کس سے — کس دُر کی ضیا عدن عدن ہے
سو جان سے فدا ہے کس پہ مرجان — کس لعل کی ضو یمن یمن ہے
کس کا ہے زبان زبان ترانہ — نغمہ سنجی دہن دہن ہے
یہہ کسکی ہے جابجا منادی — کسکی شہرت وطن وطن ہے
عشرت عشرت کی دہوم گھر گھر — نغمہ نغمہ دہن دہن ہے

بھولا نہیں آج دل سماتا / کیوں جسم پہ تنگ پیرہن ہے
واعقدہ ہوا تو گل کہلایا / جس گرہ بستۂ دکن ہے
غنچوں کو دیا صبا نے مژدہ / پھولا گل عیش سے چمن ہے
کلیاں چٹخی ہیں سب چمن میں / خنداں اک ایک کا دہن ہے
ثناخوان چہکتے ہیں بلبل / سوسن کی زبان پہ یہ سخن ہے
وہ مہر سپہر شہریاری / جلوہ افروز انجمن ہے
ہر گل میں ہے جسکی عطر بیزی / نکہت جسکی چمن چمن ہے
جس گل کی شمیم مشکباری / نسبت میں وہ عطر ختن ہے
ماہ و خورشید و ہفت کشور / جسکے بازو کا زور تن ہے
باذل عادل سخی ولاور / سلطان زمان شہ زمن ہے
وہ کون؟ وہ شہ نظام آصف / ظل سبحان ذوالمنن ہے
چاروں اصحاب سایہ گستر / ہر دم تائید پنجتن ہے

تاج و تختِ شہی کا مالک
سلطان و ستمگرِ دکن ہے

اودنے اعلے گدا تو انگر
سب کے لب پر یہی سخن ہے

ای تخت نشین تمہین مبارک
مذکور یہی دہن دہن ہے

سب کا ہے دعا مین ایک مطلب
یکدل ہر شیخ و برہمن ہے

کعبہ و کنشت اور کلیسا
سب جا یہہ دعا یہی سخن ہے

جب تک اس کتور جہان مین
نقد مہہ و مہر کا چلن ہے

رفعت پہ فلک پہ اختر
اختر جب تک ضیا فگن ہے

دریا مین صدف صدف مین گوہر
جبتک گو ہر ہے اور عدن ہے

جبتک نیسان سے ہر صدف کا
موتی سے بہرا ہوا دہن ہے

جبتک سبزہ ہرا بہرا ہے
جبتک گلزار پر پہبن ہے

جبتک ہے نوائے عندلیبان
جبتک گل سرخ پیرہن ہے

سرسبز رہے یہہ باغ آصف
جبتک گل و بلبل و چمن ہے

یارب ہے یہہ چراغ روشن جب تک خورشید ضو فگن ہے

دل بھی شاہ دکن کے حق مین
مصروف دعا بجان و تن ہے

در وصف نواب مستطاب معلی القاب عالیجناب
میر یوسف علیخان بہادر سالار جنگ وزیر اعظم دکن دام اقبالہ

خامہ کی ہے دو زبان کا دستور
مدح سلطان و وصف دستور

الله کے بعد ظل سبحان
دنیا مین بھی ہین دو وسیلے
دستور ہے دل تو جان ہے شہ
مخلوق ہے ہاتھ پر وہ شامل
دستور کو خدمت قلمدان

اور شاہ کے بعد شہ کی دیوان
مخلوق کی پرورش کے حیلے
جسم و اعضا ہین خلق الله
اور شاہ سے بھی لذہ ہے وا
گویا ہے نصیب گنج فرمان

فرمان شہی قلم ہے جسکا | احکام شہی رقم ہے جسکا
شہ کی فرمانبری سے ہے کام | دستور عمل اسی کا ہے نام
دستور کا دست اور خامہ | ہے شاہ کی آستین جامہ
جنبش میں اگر آئے دست سلطان | ہو شاہ کی آستین بھی جنبان
ثالث آصف کے تھے جو دیوان | اول سالار جنگ ذی شان
راضی جس سے تھی دونون سرکار | دربار تھے جس سے دونون دربار
رکھا قانون کا ایسا دستور | مختار کے آگے سب تھے مجبور
قانون کا چلن انہین سے نکلا | اور نظم دکن انہین سے نکلا
مشہور جہان ہے جسکی توصیف | تاریخ دکن ہے پُر ز تعریف
خدمت کی ہر ایک کو جزا دی | غفلت کی ہر ایک کو سزا دی
روشن کیا جسنے علم و فن کو | ذی علم سے بھر لیا دکن کو
کچھ میری غلط نہین ہے یہہ بات | حاضر ہین دکن میں چند حضرات

روشن ہے چمن سے باغبانی — ظاہر ہے بنا سے حسن بانی
اسوقت دکن کے ہین جو دیوان — نام انکا ہے یوسف علی خان
بچپن سے ہیہ شہ نے لیکے پالا — دیوان کے گھر کا ہے اُجالا
لکھہ پڑھ کے ہوے علوم مین طاق — شہرت ہوئی برزبان آفاق
جب شہ کے ہوئے یہہ حکم بردار — پایا جنگی خطاب سالار
اُس سن مین سر انکے آئی خدمت — جس سن مین تہی جد نے پائی خدمت
آئی اُسی گہر مین گہر کی دولت — جاگی پہر خاندان کی قسمت
علم و ہنر و فن ولیاقت — اصل و نسل و شرف ذکاوت
اللہ کی عطا ہے خیریت سے — موصوف کیا ہے ہر صفت سے
رہتے ہین حلیم اور شامل — ذی تجربہ و ذکی و عاقل
یوسف کا دکن مین سبکے چرچا — دیوانی بنی ہے خود زلیخا
شہ فضل سے اپنے درنگذرین — یہہ عدل سے اپنے درنگذرین

شہ پر اللہ کی عنایت — دستور پہ شاہ کی عنایت
آباد دکن کے ہوں راضی — اور شاہ دکن ہوں انسے راضی

سبب تالیف کتاب

انسان کو شغل لازمی ہے — جو کام کرے وہ آدمی ہے
ملتی ہے کبھی مجھے جو فرصت — آجاتی ہے نظم پہ طبیعت
تھوڑا تھوڑا ہر ایک ہے کام — آہستہ سے پا رہا ہے انجام
مقصود نہ طبع آزمائی — منظور نہ عقل کی رسائی
اللہ والوں سے تھی محبت — پینتیس برس کی انکی خدمت
پارس تو ملا بنا نہ سونا — پتھر قسمت ہی میں تھا ہونا
دریا میں رہا تو سنگ آسا — قطرہ نہ ملا رہا پیاسا
صحبت میں خدا کی ہے تاثیر — گر خاک بھی ہو بنے وہ اکسیر
کی میں نے بہت سی خاکساری — چھانی اس فن میں خاک ساری

تاثیر بینائی کاملون کی | بو تک بھی نآئی ان گلونکی
کیا کر سکے خاک بھی کی تمیز | جو اصل مین اپنی خود ہو ناچیز
اورون کو ہوا ہے بوسی اٹھا | گویا ہون مین خاک کوی عطار
احباب نے کر کے مجھکو مجبور | یہہ کہکے دی اک کتاب مشہور
جامی کی کتاب ہے لوائح | لکھو اردو مین یہہ نصائح
کرتا تھا مین سیر من لگن کی | اوسوقت اسی سی دل لگی تھی
اس بحر مین لکھا مثنوی کو | وزن اسکا پسند آیا جی کو
منظوم کیئے ہین صرف معنی | موزون کرنے کو سہل جانا
آسان سمجھا تھا ابتدا مین | مشکل ہوئی چلکے انتہا مین
اصلا نہی آشنا طبیعت | اور بحر مین پائی کچھہ نہ وسعت
فطرت تو ہے جزو کل مین سب جا | قطرہ کو بھی بحر کا ہے دعوا
جرات نے اٹھا لیا قلم کو | ہمت نے بڑہا دیا قدم کو

گو ہون یا نہون شعر شاعرانہ ‏ پر دل مین ہے ذوق عاشقانہ
اس مین کچھہ نقص و عیب اگر ہو ‏ امید کہ اس سے درگذر ہو
آئے جو پسند بات میری ‏ اغلب ہے کہ ہو نجات میری
پہلی ہے گرہ جلوس شہ کی ‏ تالیف ہے یادگار یہہ بھی
مدح شہ اس کی مشتمل ہے ‏ نام اسکا تجلیات دل ہے
منظوم اک شرح بھی ہے اسکی ‏ ہے بحر مین من لگن کی وہ بھی

یہہ گل ہے تو وہ چمن ہے اسکا
تہخانہ دل مین مسکن ہے اسکا

۱۳۳۱

يهدي الله لنوره من يشاء

حق

حق حق

لوائح جامی

تجلیات دل

مطبع نامی قاسم پریس میں طبع ہوئی

حیدرآباد دکن ۱۳۳۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰهی لا احصی ثناءً علیک کیف
وکل ثناءٍ یعود الیک
جلّ عن ثنائی جناب
قدسک انت کما اثنیت
علی نفسک

خداوندا سپاس تو بزبان نمی آریم وستایش تو
بر تو نمی شماریم هرچه در صفحات کائنات از جنس اثنیه
ومحامد است همه بجناب عظمت کبریائی تو عاید است

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یارب بیحد ثنا ہے تیری گننے کی نہین مجال میری
امکانِ ثنا نہین ہے مجکو سب حمد پہونچ رہی ہے تجکو
تونے جو حمد اپنی کی ہے حق یہ ہے کہ حمد بس یہی ہے
کمتر حمد و ثنا ہے میری ذیشان ہے بارگاہ تیری

یارب قاصر زبان ہے میری کسطرح کریگی حمد باری
کب تیری سپاس کے ہے قابل خود اپنے ہی عجز کی ہے قائل
صفحاتِ جہان مین جنبشِ توصیف ہے عظمتِ کبریا کی تعریف
حاجت کسکی ہو سب خدائی ہے تیری ہی شان کبریائی

از دست و زبانِ ما چه آید که سپاس و ستایش ترا شاید
تو چنانی که خود گفته و گوهر ثنای تو آنست که خود سفته

رباعی

آنجا که کمال کبریائی تو بود
عالم نمی از بحر عطائی تو بود
ما را چه حدِ حمد و ثنائے تو بود
خود حمد و ثنای تو سزائی تو بود

جائیکه زبان آورِ "اَنَا اَفصَحُ العَرَب وَالعَجَم" علم فصاحت انداخته و خود را در اداء ثنای تو عاجز شناخته هر شکسته زبانی را چه امکانِ زبان کشائی۔ و هر آشفته رائے را چه یارائے سخن آرائی۔ بلکه اینجا اظهارِ اعتراف بعجز و قصور عین قصور است۔ و زبان سرورِ دنیا و دین درین معنی مشارکت جستن از حُسنِ ادب دور

ہے کون جو ہو ترا ثنا گو — بے دست و زباں ہے کیا ادا ہو
منہ کیا جو کرے تری ستایش — تیری ہے جہان جہان نمایش
گوہر ہے ترا تری ثنا ہے — تو نے ہی اسے پرو لیا ہے
جس جا ہے کمال کبریائی — اس بحر کا نم ہے یہ خدائی
ہم میں کب قدرت ثنا ہے — خود حمد تری تجھے بجا ہے
ملک عرب و عجم میں ہر جا — بجتا تھا زبانکا جسکی ڈنکا
ایسے افصح کا یہ بیاں ہو — پہنچا جسکا یہاں نشاں ہو
عاجز ہو جہاں فصاحت آرا — اسجا ہو زبانکو کس کی یارا
ٹوٹی ہوئی زبان والے — بھٹکے بھٹکے بیان والے
ایسی حالت ہو جب ہماری — کس منہ سے کریں ثنا باری
اظہار خطا یہاں خطا ہے — شرکت سرور سے ناروا ہے
اب عذر گنہ قصور ہے یاں — شرکت بھی ادب سے دور ہے یاں

رباعی

من کیستم اندر چه شمارم چه کسیم / تا همسری سگانش باشد هوسم
در قافله که اوست دانم نرسم / این بس که رسد ز دور بانگ جرسم

اللّهمّ صلّ علی سیّدنا محمّد ناصب لواء الحمد وصاحب المقام المحمود وعلی آله واصحابه الفائزین ببذل المجهود ونیل المقصود وسلّم تسلیما کثیرا کثیرا

الهی الهی خلّصنا عن الاشتغال بالملاهی وارنا حقائق الاشیاء کما هی

ناچیز ہون کس شمار میں ہون | جسکے کتّون کا ساتھ بھی دون
ہمسے دور اُسکا قافلہ ہے | اور پست ہمارا حوصلہ ہے
اِس قافلہ تک ہوس ہی پہونچے | اسجا بانگ جرس ہی پہونچے

یارب جو حبیب ہین محمدؐ | پہونچا اُن پر درود بیحد
صلوات خدا اُسے بجا ہے | وہ حمد کا ناصب لوا ہے
جسکو ہے عطا مقام محمود | اُمت کی شفاعت اسسے مقصود
آل واصحاب ہین جو فائز | اِن پر بھی درود حق ہی جائز
اللہ و رسول کے ہین پیارے | ہم عاصیونکے یہ ہین سہارے
جد و جہد اور دقتون سے | پایا مقصود محنتون سے
بیحد اُنپر سلام پہونچا | ہر دم ہر صبح و شام پہونچا
دنیا سب کھیل ہی تماشا | اُس سے ہمکو بچا خدایا
اس لہو و لعب سے تو بچا دے | اشیاء کی حقیقتین دکھا دے

غشاوۂ غفلت از بصرِ بصیرتِ ما بگشا سئے وہر چیزے را چنانکہ ہست بما بنمائے نیستی را در صورتِ ہستی بر ما جلوہ مدہ واز نیستی بر جمالِ ہستی خود پردہ منہ۔ این صورِ خیالی را آئینہ تجلیات حُسنِ جمالِ خود کن۔ نہ علّتِ حجاب ودوری واین نقوشِ وہمی را سرمایۂ دانائی وبینائی ما گردان۔ نہ آلتِ جہالت وکوری محرومی ومہجوری ما ہم از ماست۔ مارا با ما مگذار وما را از ما رہائی کرامت کن۔ وباخود آشنائی ارزانی دار

رباعی

یارب دلِ پاک وجانِ آگاہم دہ
آہِ شب وگریہ سحرگاہم دہ
در راہِ خود اول زخودم بیخود کن
انگہ بیخود زخود بخود راہم دہ

آنکھون سے اُٹھا حجابِ غفلت
روشن کر دیدۂ بصیرت

جو چیز ہو جیسی فی الحقیقت
ہمکو تو دکھا دے اُسکی صورت

جلوہ اس ہستی کا ہے پر
ہو جائے کہین نہ ہست بنکر

اپنی ہستی پہ نیستی کا
ہرگز ڈالے نہ رکھ تو پردا

ہین ساری یہ صورتین خیالی
مرآتِ تجلّیِ جمالی

اِن سے پائین تری حضوری
بنجائین کہین نہ وجہ دوری

یہ نقشے جو وہم کی ہے کنجی
دانش کی بنا ہماری پونجی

سارے یہ نقوش زنگ والے
اندھے پن کے نہین نہ آلے

تجھہ سے مہجور اور محروم
ہم آپسے ہین ہوا یہ مفہوم

ہمکو ہمسے رہا تو کر دے
اور آپسے آشنا تو کر دے

دل پاک دے اور جان آگہ
آہِ شب و گریۂ سحرگہ

اول مجھ سے مجھے بھلا دے
بیہوشی مین اپنی رہ دکھا دے

رباعی

یا رب همه خلق را بمن بدخو کن ... وز جمله جهانیان مرا یکسو کن
روی دل من صرف کن از هر جهتی ... در عشق خودم یکجهت و یکرو کن

رباعی

یا رب برهانیم ز حرمان چه شود ... راهی دهیم بکوی عرفان چه شود
بس گبر که از کرم مسلمان کردی ... یک گبر دگر کنی مسلمان چه شود

رباعی

یا رب ز دو کون بی نیازم گردان ... وز افسر فقر سرفرازم گردان
در راه طلب محرم رازم گردان ... زان ره که نه سوی تست بازم گردان

تمهید

این رساله ایست
مسمی به لوائح در بیان

بیخود اپنے سے آپ ہو کر — یون راہ تری خودی کہو کر

سبکو بد خو مرا بنا کر — سب سے یکسو مرے خدا کر
ہر سمت سے پہیر دل کو میرے — سب کے دل ہاتھہ مین ہین تیرے
اپنی الفت مین مجھکو یکسر — یک سو یک رو و یک جہت کر

حرمان سے تو ہمین بچا ہی دیتا — کوئے عرفان دکھا ہی دیتا
جو گبر تہے کافرون مین شیطان — تو نے سبکو کیا مسلمان
اک گبر جو رہگیا ہے پنہان — اسکو بھی تو بخش دیتا ایمان

کونین سے بے نیاز کر دے — اور افسر فقر سر پہ دہر دے
گر راہ طلب مین مجھکو محرم — اس راز سے رکھہ مجھے تو ہمدم
تجہ تک جو راستہ نہ ہووے — اُس راہ سے مجھکو پھیر ہی دے

تمہید

یہ ایک رسالہ ہے لوایح — اسمین عرفان کے ہین نصایح

معارف و معانی که بر الواح اسرار ارواح ارباب عرفان و اصحاب ذوق و وجدان لایح گشته بعبارات لایقه و اشارات رائقه متوقع که وجود مقصدی این بیان را نه بینند۔

و بر بساطِ اعراض و سماط اعتراض نه نشینند۔ چه اورا درین گفتگو نصیبی جز منصب ترجمانی نیست۔ و بهرهٔ غیر از شیوهٔ سخن رانی نے۔

رباعی

من هیچم و کم ز هیچ هم بسیارے — از هیچ و کم از هیچ نیاید کارے
هر سر که ز اسرار حقیقت گویم — زانم نبود بهره بجز گفتارے

ہے شرح معارف و معانی | اسرار ہین اس مین سب نہانی
ارباب شہود و اہل عرفان | اصحاب مذاق و اہل وجدان
ق
یہ لوگ ہین صوفیان کامل | علم باطن تھا ان کو حاصل
اسرار بھرے ہین سینے انکے | گنج عرفان سفینے انکے
روشن اُن پر جو کچھ ہوا ہے | مین نے ظاہر اسے کیا ہے
لایق فایق عبارتون مین | پاکیزہ و صاف اشارتون مین
کاتب کو حروف کے نہ دیکھو | اور اُسکے بیان سے منھ نہ پھیرو
اور کیجے نہ اعتراض اسپر | عارف کو ہے اعتراف جسپر
گویا وہ ہین لفظ مین زبان ہون | صرف اُنکے بیان کا ترجمان ہون
سچ پوچھو تو مین وہی سخندان | یان صرف ہے شیوہ سخن ران

ہین ہیچ ہون ہیچ سے بھی کمتر | ہے ہیچ کا ہیچ کام اکثر
اسرار خدا جو کھولتا ہون | عارف ہی کے قول بولتا ہون

رباعی

در عالم فقر بے نشانی اولیٰ
در قصهٔ عشق بے زبانی اولیٰ
زآن کس کہ نہ اہل ذوق و اسرار بود
گفتن بطریق ترجمانی اولیٰ

رباعی

گفتم گہری چند چو روشن خردان
در ترجمهٔ حدیث عالی سندان
باشد ز من ہیچمدان معتمدان
این تحفہ رسانند بنشاد ہمہ دان

لائحہ اول

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ [پ ۲۱]

حضرت بیچون کہ ترا نعمت داده است در درون تو جز یک دل ننهاده است تا در محبت او یکرو باشی و یکدل . و از غیر او معرض و برو مقبل نہ آنکہ یکدل را بصد پاره کنی - و ہر پاره را در پے مقصدے آواره کنی

ہے عالمِ فقر لامکانی — بہتر اِس جا ہے بے نشانی
کچھ اور ہے عشق کی کہانی — لازم اِس مین ہے بے زبانی
نااہل سے راز کیا کہوں مین — بہتر ہے جو ترجمان ہوں مین

مقبل روشن دل و خرد مند — مین نے موتی پرو لیے چند
جسکا مانا ہوا بیان ہے — یہ شرح اُسی کی ترجمان ہے
اس ہیچدان کا معتقد ہے — شاہِ ہمہ دان کو تحفہ پہونچے

تجلی پہلی

دنیا مین خدا نے آدمی کو — یک سینہ مین دل نہین دیے دو
جو نعمتِ حق تجھے عطا ہے — اور ایک ہی دل تجھے دیا ہے
تا عشق مین اُسکے ہوکے یکرو — دلکو رکھے تو اپنے یکسو
منھ پھیر کے اپنا ماسوا سے — لو رکھے لگی ہوئی خدا سے
کرنا ایسا نہ تو خدارا — اِس ایک ہی دل کو پارا پارا

رباعی

آی آنکه بقبلهٔ بتان روست ترا
بر مغز چرا حجاب شد پوست ترا
دل در پی این و آن نه نیکوست ترا
یک دل داری بس است یکدوست ترا

لائحه دوم

تفرقه عبارت از آنست که دل را بواسطهٔ تعلق بامور متعدده پراگنده سازی۔ و جمعیت آنکه از همه بمشاهدهٔ واحد پردازی۔ جمعی گمان بردند که جمعیت در جمع اسباب است در تفرقهٔ ابد بماندند۔ و فرقه بیقین دانستند که جمع اسباب از اسباب تفرقه است دست از همه افشاندند۔

قبلہ ہی تون کی سمت تیرا — ہی مغز کا پوست تیرا پردا
کیا کیا دل مین ترے ہوس ہے — اک دل ہی تو ایک یار بس ہے

تجلّی دوسری

سمجھو تم تفرقہ کا معنیٰ — دلکو ہر جائی ہے بنانا
جمعیت کا یہ معنیٰ جانو — سب پر بس ایک ہی نظر ہو
بعضون کا یہان گمان یہی ہے — جمع اسباب دنیوی ہے
جو سمجھے ہین جمع کا یہ معنی — اسباب جہان کا جمع کرنا
بس تفرقہ ابد مین ہین وہ — گمراہ ہین راہ بدین ہین وہ
اور جس نے یقین سے یہ جانا — اس جمع کو صدق سی یہ مانا
یعنی اسباب وار دنیا — بے شبہہ سبب ہی تفرقہ کا
تو اپنی لگا کے اپنے رب سے — دھو بیٹھے ہین اپنی ہاتھہ سب سے

رباعی

ای درد دل تو مہر از مشکل ز ہمہ
مشکل شود آسودہ ترا دل ز ہمہ
چون تفرقۂ دلست حاصل ز ہمہ
دل ابیکی سپار و بگسل ز ہمہ

رباعی

مادام کہ در تفرقۂ وسواسی
در مذہب اہل جمع شر الناسی
واللہ تو نہ ناسی ولی نسناسی
نسناسی خود ز جہل بی نشناسی

رُباعی

ای سالک رہ سخن ز ہر باب مگوئے
جُز راہ وصولِ ربِ ارباب مپوئے
چون علتِ تفرقہ است اسبابِ جہان
جمعیتِ دل ز جمع اسباب مجوئے

تیرا دنیا مین لگ گیا دل	اِسمین ہی طرح طرح کی مشکل
اسباب جہان جہان ہے	دل کو آسودگی کہان ہے
ہی تفرقہ دل کا سب سے حاصل	سب چھوڑ کے دیدی ایک کو دل
جبتک اِس تفرقہ مین تو ہے	وسواس کی تیرے مین بو ہے
مذہب یہی اہلِ جمع کا ہے	انسا نمین سب سے تو بڑا ہے
انسان انسان نہین کہینگے	نسناسو نمین تجھے گنینگے
نادانی سے اپنی ہے تو جاہل	نسناسی سے ہی اپنی غافل
ایسا لکِ دہ بنا نہ باتین	گمراہی کی ہین سب یہ گھاتین
جز راہِ خدا گذر نہ کرنا	اِس راہ سے در گذر نکرنا
اسبابِ جہان سے پا نہ ذلت	ساری ہی یہ تفرقہ کی علّت

جمع اسباب مین تو تُو ہے
جمعیتِ دل کی جستجو ہے

رباعی

ای دل طلب کمال در مدرسہ چند
تکمیل اصول حکمت و ہندسہ چند
ہر فکر کہ جز ذکر خدا وسوسہ است
شرمے ز خدا بدار این وسوسہ چند

لائحۂ سوم

حضرت حق سبحانہ تعالی ہمہ جا حاضر است و در ہمہ حال بظاہر و باطن ناظر است زہے خسارت کہ تو دیدہ از لقائے او بر داشتہ سوئے دیگر نگری و طریق رضاء او بگذاشتہ راہ دیگر سپری -:-

ایدل کبتک رہیگا طالب　　ہی ذوق کمال تجہپہ غالب
کیا تجکو ملے گا مدرسہ مین　　حکمت ورا صول ہندسہ مین
جس فکر مین ہو نہ ذکر باری　　وسواس کی فکر ہے وہ ساری
بچنا وسواس کی بلا سے　　کچھ تو شرما ذرا خدا سے

تجلی تیسری

وہ حق سبحانہ تعالیٰ　　سب جا موجود رہنے والا
سب کے باطن ہون یا ہون ظاہر　　اِن پر سب حال مین ہی ناظر
صد حیف تو اسمین پائی نقصان　　پہر جائے تو جائے تیرا ایمان
منہ پہیر کے یار کے لقا سے　　آنکھ اپنی لڑاے ماسوا سے
اور اسکی رہِ رضا کو چہوڑے　　منہ اور ہی سمت اپنا موڑے

بہٹکے جو تو راہ چلتے چلتے
رہجائیگا ہاتہ ملتے ملتے

رباعی

آمد سحر آن دلبر خونین جگران
گفت ای ز تو بر خاطر من بار گران
شرمت بادا که من بسویت نگران
با چشم تو نهی چشم بسوی دگران

رباعی

ماییم براه عشق پویان همه عمر
وصل تو بجد و جهد جویان همه عمر
یک چشم زدن خیال تو پیش نظر
بهتر که جمال خوبرویان همه عمر

لایحهٔ چهارم

ماسوای حق عزّ و علا در معرض زوال است و فنا حقیقتش معلومیست معدوم - وصورتش موجودیست موهوم - دیروز نه بود و داشت و نه نمود وامروز نمودیست بی بود - پیداست که فردا از وی چه خواهد گشود

خونین جگرون کا یار دلبر | بولا اک صبحدم یہ آکر
تجھسے ہوئی جان تنگ ہماری | دلبر ہے اُسی کا بوجھ بھاری
شرما تو بھی خطا پر اپنی | نازان ہے تو اِس ادا پر اپنی
تجھہ پر تو رہے نگاہ میری | اغیار پہ ہو نگاہ تیری
ہم عشق مین اپنی عمر کھوئین | اور وصل مین جانسے ہاتھہ دھوئین
آنکھونمین خیال اسکا لیل بہر | عالم کے جمال سے ہے بہرا

تجلّی چوتھی

خلّاق جہان کے جو سوا ہے | بس اسکو زوال ہے فنا ہے
اعیان مین ہے حقیقت اُسکی معلوم | خارج مین وجود اس کا معدوم
اعیان مین ہے صورت اِسکی مفہوم | عالم مین خیال کے ہے موہوم
کل اسکا نمود تھا نہ تھی بو | ہے آج نمود غیر موجود
اِس بود و نمود سے ہے پیدا | کل دیکھئے اِس سے کیا کھُلیگا

زمام انقیاد بدست آمال و امانی چہ دہی۔
و پشت اعتماد برین مزخرفات فانی چہ نہی
دل از ہمہ برکن۔ و در خدائے بند۔ و از ہمہ
بگسل و با خدائے پیوند اوست کہ ہمیشہ
بود۔ و ہمیشہ باشد۔ و چہرہ کہ بقایش را
خار ہیچ حادثہ نخراشد۔

رباعی

ہر صورت دلکش کہ ترا روی نمود
خواہد فلکش ز دو ر چشم تو ربود
رو دل بکسے دہ کہ در اطوار وجود
بوداست ہمیشہ با تو و خواہد بود

رباعی

رفت آنکہ بقبلۂ بتان رو آرم
حرف غم شان بلوح دل بنگارم
آہنگ جمال جاودانی دارم
حسنیکہ نہ جاودان از و بیزارم

ارمانون مین تو کیون گھر آئے
فانی یہ کیا ہے کیون بھروسا
دنیا سے تو اپنا دل اُٹھا کر
ہاتھ اپنا جہان سے اُٹھالے
باقی نہ یہان کوئی رہیگا
اور اسکی بقا مین کوئی حادث

کیون وارِ فنا کا مبتلا ہے
ہین سب یہ مزخرفات بیجا
اللہ سے اسکو آشنا کر
ہو جا اللہ کے حوالے
وہ ہو وہی تھا وہی رہیگا
ہوتا ہی نہین فنا کا باعث

صورت دلکش نظر جو آئے
دل اُس سے ملا مزا ملیگا

اِسکو تجہ سے فلک چھڑائے
جو ساتھ ہی تیرے اور رہیگا

وہ وقت گیا گیا زمانا
دل پر اِسکے فراق و غم کا

قبلہ بتخانے کو بنانا
پورا ہوا حوصلہ رقم کا

ہے قصد جمالِ جاودانی
بیزار ہون تجہ سے حسنِ فانی

رباعی

چیز یکہ نہ روے دربقا باشی ازو
آخر ہدف تیر فنا باشی ازو
از ہر چہ بمردگی جدا خواہی شد
آن بہ کہ بزندگی جدا باشی ازو

رباعی

ای خواجہ اگر مال و اگر فرزند است
پیداست کہ مدۃ بقایش چند است
خوش آنکہ دلش بدلبری دربند است
کش با دل و جان اہل دل پیوند است

لائحہ پنجم

جمیل علی الاطلاق ذو الجلال والافضال است ہر جمال و کمال کہ در جمیع مراتب ظاہر است پرتو جمال و کمال اوست۔ آنجا تافتہ و ارباب مراتب بدان ہمت جمال وصف کمال یافتہ۔ ہر کرا دانائی وانی اثر دانائی اوست۔ و ہر کجا بینائی ہمی ثمرہ بینائی اوست

گر تو رہے لابقا پہ مائل ہوگا تیر فنا کا گھائل
مر کر تو جدا ہو گر کسی سے چھوڑ اسکو تو اپنے جیتے جی سے
زر ہو ترے پاس یا کہ فرزند ظاہر ہو کہ وہ رہینگے تا چند
خوش دل ہو وہ جان و دل سے اپنے ملجائے جو جا کے اہل دل سے

تجلی پانچوین

ایسا ہے جمیل میرا صاحب اطلاق اسکے لئے ہی واجب
اور ہو وہی ذو الجلال و افضال رکھتا نہین کوئی اپنی تمثال
جس شئے مین جو ہی جمال ظاہر جس چیز مین ہو کمال ظاہر
اسکے ہی جمال کا ہی یہ ضو اسکے ہی کمال کا ہی پرتو
سب جا روشن ہی نور اسیکا ہر ایک مین ہی ظہور اسیکا
کوئی دانا یہان اگر ہے اسکی دانائی کا اثر ہے
آئے جو ترے نظر مین بینا اسکی بینائی کا ہی ثمرا

وبالجملہ ہمہ صفات اوست کہ از اوج کلیت و اطلاق تنزل فرمودہ۔ در حضیض جزوئیۃ وتقید تجلی نمودہ۔ تا تو از جزو بہ کل راہ بری۔ واز تقید باطلاق روئے آوری نہ آنکہ جزو را از کل ممتاز دانی وبقید از مطلق بازمانی۔

رباعی

رفتم بہ تماشا ز گل آن شمع طراز
چون دید میان گلشنم گفت بناز

من اصلم و گلہائے چمن فرع من است
از اصل چرا بفرع میمانی باز

جتنے مطلق صفات ہین کل
جزوی مین فرو دیا گئے ہین
اسدم تجھسے یہی ہے امید
اِس جزو سے کل کی راہ لینا
جزو و کل مین نہین اُلجھنا
تقئیدمین یون تو بہ بجائے

کلی سے کئے ہین یان تنزل
تقئید جہان مین آ گئے ہین
اطلاق مین جا تو چھوڑ تقئید
اِس گنج کو ہاتھ سے نہ دینا
دونون کو بس ایک ہی سمجھنا
مطلق سے کہین تو رہ نہ جائے

کرتا تھا گلون کا مین تماشا
اِس باغ مین شمعرو نے دیکھا
بولا وہ عجب ادا سے مجکو
سوجھی کیا اس چمن مین تجکو
مین جزہون یہ گل ہین میری ڈالی
جز چھوڑکے شاخ کی ہوا لی

رباعی

ازلطفِ قد و صباحت چہ کمی | ورسلسلۂ زلف مجعد چہ کمی
ازہر طرفے جمال مطلق تابان | ای بیخبراز حسن مقید چہ کمی

لائحہ ششم

آدمی اگرچہ بسبب جسمانیت در غایتِ کثافت است اما بحسب روحانیت در نہایت لطافت است بہرچہ روئے آرد حکمِ آن گیرد۔ و بہ ہرچہ توجہ کند رنگ آن پذیرد

ولہذا حکما گفتہ اند

چون نفسِ ناطقہ بصور مطابق حقائق متجلّی شود وباحکام صادق آن متحقق گردد

لطف قامت سے کیا ملیگا
اچھی صورت کو کیا کریگا

کیون زلف کے سلسلہ مین اُلجھا
کیون مار کو یار اپنا سمجھا

ہوگا تیرا نہ یہ مؤید
نادان یہ حُسن ہے مقیّد

حُسن اسکا ہی ہر طرف نمایان
مطلق ہی جمال جسکا تابان

تجلی چھٹی

انسان سے ہی جسم مین کثافت
ہی روح کی وجہ سے لطافت

جس سمت ہوا اگر یہ مائل
کرتا ہی اُسی کا حکم حاصل

جس چیز یہ دلسے آئیگا وہ
اس چیز کا رنگ لائیگا وہ

حکمانے یہ قول جو کہا ہی
بالکل وہ درست ہی بجا ہے

صورتمین مطابق حقایق
ق
ظاہر ہو جبکہ نفس ناطق

احکام اُسکے ہون جتنے صادق
تحقیق سے آئین جب موافق

صَارَتْ كَأَنَّهَا الْوُجُوْدُ كُلُّهٗ وَاَيْضًا

عموم خلائق بواسطۂ شدت اتصال بدین صورت جسمانی وکمال اشتغال بدین ہیکل ہیولانی چنان شدہ اند کہ خود را ازان باز نمیدانند وامتیاز نمی توانند

وَفِی الْمَثْنَوِیِّ الْمَوْلَوِیِّ قُدِّسَ سِرُّہٗ

ای برادر تو ہمین اندیشۂ	مابقی تو استخوان وریشۂ
گر گلست اندیشۂ تو گلشنی	ور بود خارے تو ہمہ گلخنی

پس باید کہ بکوشی۔ وخود را از نظر خود بپوشی وبر ذاتی اقبال کنی۔ وبحقیقتے اشتغال نمائی کہ درجات موجودات ہمہ مجالیِ جمال او یند ومراتبِ کائنات مرایٔ کمالِ او۔ وبرین نسبت چندان مداومت نمائی کہ باجان تو در آمیزد

صارت کا نہا الوجود کل — بس ہو گیا کل وجود بالکل
جسم و پیکر مین عام خلقت — شدت سے ہوئی ہی محو حیرت
آتی نہین اس سے باز ہرگز — رکھتی نہین امتیاز ہرگز

مضمون یہ جناب مولوی سے
ظاہر ہے کتاب مثنوی سے

اس فکر مین ہی تو اے برادر — ہڈی پٹھے مین تیرا پیکر
گل کی جو ہی وہین ہی تو گلشن — کانٹا ہی تو بنگیا ہے گلخن
لازم کوشش ہی تجھکو اسجا — اپنی ہی نظر مین آپ چھپجا
بہتر ہے جسکی ذات کا دم — ہو اسکی حقیقتو نسے ہمدم
یعنی اشیاء جہان کی ساری — ہین جلوہ گہ جمال باری
عالم کے مراتب اور درجات — اسکے ہی کمال کے ہین آیات
کچھ دن نسبت یہ رکھے پیہم — یانتک کہ ہو تیری جان ہمدم

و هستی تو از نظرِ تو برخیزد اگر بخود روئے آوری روئے با اُو آورده باشی - و چون از خود تعبیر کنی - تعبیر از و کرده باشی - مقیّد مطلق شود - و انا الحق هو الحق گردد -

رباعی

گر در دل تو گل گذرد گل باشی
ور بلبل بیقرار بلبل باشی
تو جزوی و حق کلست اگر روزی چند
اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشی

رباعی

ز آمیزشِ جان و تن توئی مقصودم
وز مردن و زیستن توئی مقصودم
تو دیر بزی کہ من برفتم ز میان
گر من گویم ز من توئی مقصودم

ہستی کا تری نہو اثر کچھ	تجکو نرہے تری خبر کچھ
اپنی جانب جو رخ ہو تیرا	اُسکی ہی طرف وہ رخ رہیگا
جس بات کو تو کہے کہ میری	وہ بات اسیکی ہو نہ تیری
تہا وہ جو مقید اب ہو مطلق	ہوجائے انا الحق اب ہو الحق
گل کی وہن ہی تو بنگیا گل	بلبل کا ہی دہیان تو ہی بلبل
تو جزو ہے اور کل خدا ہے	اس جزو سے کل کہان جدا ہے
اس فکر مین تو اگر رہے گا	گل کی وہن ہی مین گل بنیگا
جب دم تن جان سے ملا ہی	تو ہی مقصد مرا بنا ہے
باقی تو رہے مین اب فنا ہون	خود آپ مین آپ کہو گیا ہون
مرنا جینا جو کچھ مرا ہے	تو ہی تو اس سے مدعا ہے

کہتا ہون جو مین یہ مینا ہی تیری
ہین سے تو ہی غرض ہی میری

رباعی

گر باشد ٔ کے بباہستی شدہ شوق | تابان گشتہ جمالِ وجہ مطلق
دل در سطواتِ نور او مستہلک | جان در غلباتِ شوق او مستغرق

لائحہ ہفتم

ورزش این نسبت این شریفہ می باید کرد بر وجہیکہ در ہیچ وقتے از اوقات وحالتے از ان حالات خالی بناشی چہ در آمدن و در رفتن وچہ در خوردن وخفتن۔ وچہ در شنیدن وگفتن۔ وبالجملہ در جمیع حرکات وسکنات حاضر وقت می باید بود۔ تا بطالت نگذرد بلکہ واقف نفس باشی تا بغفلت برنیاید۔

ہستی کا کہین لباس عشق	چمکے جس سے جمال مطلق
دل محوِ تجلیِ خدا ہو	جان اسکے ہی شوق مین فنا ہو

تجلی ساتوین

نسبت کی بڑہا کے دلمین خواہش	لازم ہی کہ اسکی رکھے ورزش
یعنی کوئی وقت کوئی حالت	اس سے خالی رہے نہ نسبت
سوتے کہاتے اور آتے جاتے	باتین سنتے بہی اور سناتے
جملہ حرکات مین کہ سکنات	مصروف رکھے ان مین اپنی اوقات
یادِ حق سے نہو تو باہر	ناظر دیدہ و سنے دل سے حاضر
اپنے ہر دم پہ ہوش رکہنا	حق کی باتون پہ گوش رکہنا
اس بات مین اب نہ کاہلی کر	غفلت سے یہان نہ جاہلی کر
خالی کوئی دم نکل نہ جائے	اس رہ سے قدم پہسل نہ جائے

رباعی

گرچه نمی‌نمائیم سال‌ها سال
حاشا که بود مهر ترا دهم زوال
دارم همه جا با همه کس در همه حال
در دل ز تو آرزو و در دیده خیال

لائحه هشتم

همچنانکه امتدادِ نسبت مذکوره بحسب شمول جمیع اوقات و ازمان واجبست همچنین ازدیادِ کیفیتِ آن بسبب تعرّی از ملابس اکوان و تبری از ملاحظهٔ صورِ امکان اهمّ مطالبست. و آن جز بجهدی بلیغ و جدی تمام در نفیِ خواطر و اوهام میسّر نگردد۔

یون تو ہر سون ہی مجھسے پنہان — پر چھپ سکا وہ مہرتابان
ہرگز مرے وہم تک نہ آئے — یعنی وہ کبھی زوال پائے
ہر دم ہر اک سے اور ہر جا — تیری صورت کا ہی تماشا
آنکھونمین ہی دلمین ہی ترجمان — تیرا ہی خیال تیرا ارمان

تجلی آٹھوین

حاصل کرنے مین ایسی نسبت — جیسی واجب ہی تجکو مدت
جسمین اک پل نہ رائیگان ہو — بیکار نہ تو کسی زمان ہو
ساتھ اسکے بڑہا تو کیفیت کو — قائم رکھ ایسی حیثیت کو
دہندے دنیا کے چھوڑ دینا — منہ شکل جہان سے موڑ لینا
جیسی نسبت اتم ہو تجکو — کیفیت بھی اہم ہو تجکو
وہم اور خطرونکو دور کردے — دل کو بس نور نور کرلے
جد و جہد اسمین کر تو کامل — بے کوشش یہ نہو گا حاصل

ہر چند خواطر منتفی تر و ساوس مختفی تر آن نسبت قوی تر۔ کوشش می باید کرد تا خواطر متفرقہ از ساحت سینہ خیمہ بیرون زند۔ و نور ظہور ہستی حق سبحانہ بر باطن پرتو افگند ترا از تو بستاند۔ واز مزاحمت اغیار برہاند۔ نہ شعور بخودت ماند ونہ شعور بعدم شعور۔

بَل لَمْ یَبْقَ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ

رباعی

یارب مددے کز دوئی خود برہم
از بد بیرم و ز بدئی خود برہم

در ہستی خود مرا ز خود بیخود کن
تا از خودی و بیخودئی خود برہم

جیسی نسبت تری قوی ہو
کوشش اسمین ضرور کرنا
تا ہستیِ حق ظہور پائے
تجکو تجہسے وہ چہین لے گا
باقی تجہ مین رہے نہ پہر ہوش
یکتا ہی وہی وہی صمد ہے

خطرے وسواس مین کمی ہو
دل سے خطرونکو دور کرنا
جب سے دل تیرا نور پائے
غیرونسے تجھے چھڑا ہی دیگا
اس ہوش سے بھی تو ہو فراموش
واحد ہی وہی وہی احد ہے

یارب ہو مدد کہ مین ہون عاصی
اس میری دوئی سے دے خلاصی

بدسے چہوٹون بدیسے نکلون
خود سے بیخود مجھے بنا کر

اپنے سے اور خودیسے نکلون
اپنی ہستی مین تو فنا کر

کچھ کام رکھون نہ پہر کسی سے
باز آؤن خودی و بیخودیسے

رباعی

آنرا که فنا شیوه و فقر آیین است نی کشف و یقین نه معرفت نی دین است

رفت او ز میان همین خدا ماند خدا الفقر اذا تم هو الله این است

لائحه نهم

فنا عبارت از آنست که بواسطهٔ استیلای ظهور هستی حق بر باطن به ماسوای او شعور نماند و فنا ر فنا آنکه بآن بی شعوری هم شعور نماند و پوشیده نباشد که فنا ز فنا در فنا مندرج است زیرا که صاحبِ فنا را اگر به فنای خود شعور باشد صاحبِ فنا نباشد بجهت آنکه صفت فنا و موصوف آن از قبیل ماسوای حق اند سبحانه پس شعور بآن منافی فنا باشد

جسدم جسکا فنا ہو شیوہ — اور فقر بھی اُسکا ہو طریقہ
کیا کام ہے کشف اور یقین سے — کیا واسطہ معرفت سے دین سے
جب آپسے خود وہ کہو گیا ہی — باقی اللہ اللہ ہی ہو گیا ہے
ارشاد نبیؐ یہ حق ہے واللہ — ہی فقر کی انتہا ہو اللہ

تجلی نوین

عارف کی غرض یہ ہی فنا سے — رکھے نہ شعور ماسوا سے
باطن پہ ظہور حق کی شدّت — جب ہے تو ہے ماسوا سے غفلت
جب ایسی فنا کی بھی فنا ہو — تمیز کا پھر نہ حوصلہ ہو
ہی درجِ فنا۔ فنا فنا کی — صورت ہی یہی فنا بقا کی
فانی کو فنا کا ہوش گر ہے — وہ اصلِ فنا سے بیخبر ہے
ایسے فانی کو اس فنا کو — اللہ کے ماسوا ہے جانو
باقی ہو اگر فنا مین تمیز — پھر ایسی فنا فنا ہے ناچیز

رباعی

زین سان کہ بقاءِ خویشتن میخواہی — از خرمنِ ہستیت جوی کی کاہی
تا یکسرِ مو ز خویشتن آگاہی — گر دم نزنی از رہِ فنا گمراہی

لائحہ دہم

توحید یگانہ گردانیدنِ دلست۔ یعنی تخلیص و تجرید او از تعلق با سوائے حق سبحانہ ہم از روے طلب و ارادت و ہم از جہت علم و معرفت یعنی طلب و ارادت او از ہمہ مطلوبات و مرادات منقطع گردد و ہمہ معلومات و معقولات از نظر بصیرت او مرتفع شود۔ از ہمہ روے توجہ بگرداند و بغیر حق سبحانہ تعالیٰ آگاہی و شعورش نماند

گر اپنی بقا فنا مین چاہے
تو گردِ فنا کو بھی نہ پائے
اور ایسی فنا سے تیری ہستی
اک دانہ جو بھی کم نہو گی
جبتک اک بال بھی برابر
باقی تجہ مین شعور ہو گر
فانی ہرگز نہین تو واللہ
ہے بلکہ رہِ فنا سے گمراہ

تجلی دسوین

توحید کا اصل ہے یہ معنیٰ
اِس دلکو بنائیے یگانہ
یعنی دل کو لگا خدا سے
مُنہ موڑ لے حق کے ماسوا سے
دنیا کے ارادے اور طلب سے
دل پہیر لے الغرض تو سب سے
اشیاءِ جہان ہون جتنے معلوم
معروف جو کام ہون کہ مفہوم
جو عقل مین علم مین ہون تیرے
دلکی آنکہونکو اِس سے پہیرے
مطلوب بنا خدا کو اپنے
مرغوب بنا خدا کو اپنے
دنیا پہ نہ التفات کرنا
ہر دَم دم اپنے رب کا بہرنا

رباعی

توحید بعرف صوفی ای صاحب سیر
تخلیص دل از توجہ اوست بغیر
رمزی زنہایت مقامات ظہور
گفتم بتو گر فہم کنی منطق طیر

لائحہ یازدہم

تا دام کہ آدمی بدام ہوا و ہوس گرفتار است
دوام این نسبت از وی دشوار است
اما چون آثار جذبات لطف در وی ظہور کند
و مشغلۂ محسوسات و معقولات
را از باطن وی دور افگند لذت آن بار
غلبہ کند بر لذات جسمانی و راحات
روحانی کلفت مجاہدہ از میان
برخیزد

جزُ ذاتِ مُقدس الٰہی	باقی نہ رہے شعور کچھ بھی
توحید یہی ہے عارفوں کی	اور سیر یہی ہے سالکوں کی
توحید رجوع ہے خُدا سے	خالی رہے قلب ما سوا سے
اُس جا کی ہے رمز سُن تو بندے	پر بھی مارین نہ وان پرندے
ہمنے وہ دکھائی ہے تجھے سیر	کچھ جانے اگر تو منطق طیر

تجلی گیارہوین

دنیا مین جو یہ ہوا ہوس ہے	انسان یہ جبتک اسکا بس ہے
دل پر پھندا پڑا رہیگا	اس نسبت سے جُدا رہیگا
پائے جب حق کا لطفِ اظہار	پیدا جذبات کے ہون آثار
عقل وحس سے جو شغل تھا	اسدم باطن سے دور ہوگا
غلبہ لذّت کا اس قدر ہو	جسمی لذّت سے بیخبر ہو
اور روح کی جسقدر ہو راحت	اُسکو بھی بھلائیگی یہ لذت

و لذت مشاهده در جانش آویزد- خاطر از مزاحمت اغیار بپردازد و زبانِ حالش بدین ترانهٔ ترنّم آغازد

رباعی

ای بلبلِ جان مست بیادِ تو مرا
لذاتِ جهان را همه در یاد فگند
وی پایه غم پست بیادِ تو مرا
ذوقیکه دهد دست بیادِ تو مرا

لائحه دوازدهم

چون طالبِ صادق مقدمهٔ نسبت جذبه را که التذاذ است بیاد کردن حق سبحانه در خود بازیابد- می باید که تمامی همت را بر تربیت و تقویت آن گمارد- و از هرچه منافی آنست خود را باز دارد و چنان اند

جب پائے مشاہدہ ونسی لذت ہو دور مجاہدون کی کلفت
دل مین جب یار جان جا ہو اغیار کا پھر پتا کہان ہو
اُس دم بزبان عاشقانہ گائے مستی مین یہہ ترانہ

ای یاد مین تیری یہ میری جان سن بلبل ہے مست ہر آن
مین نے تری یاد مین یہہ پایا میرے غم کا ہے پست پایا
اس یاد مین ذوق کا یہ ہے حال لذات جہان کی سب ہوئین پامال

تجلی بارہوین

اللہ کی یاد کرتے کرتے دم اُسکی طلب کا بھرتے بھرتے
طالب اپنے مین ایسی نسبت جب پا کے اوٹھائے اُس سے لذت
لازم ہے بڑہائے اسمین قوت ہارے نہ وہ تربیت مین ہمت
جو چیز کہ اسمین آئے حائل اُس چیز پہ ہو کبھی نہ مائل
اسبات کو سچے دل سے مانے اور اپنے یقین سے یہ جانے

کہ اگر فی المثل عمر جاودانی صرف آن نسبت کند ہیچ نکردہ باشد و حق آن کما ینبغی بجا نیاوردہ۔

رباعی

بر عودِ دلم نواخت یک زمزمہ عشق
زان زمزمہ ام زپای تا سر ہمہ عشق
حقا کہ بعہد ہا نیایم بیرون
از عہدۂ حق گذاریٔ یکدمہ عشق

لائحہ سیزدہم

حقیقت حق سبحانہ جز ہستی نیست وہستی او را انحطاط و پستی نے۔ مقدس است از سمتِ تبدل و تغیر۔

مثلاً گر عمر جاودانی | کی صرف بھی اسمین ہوکے فانی
سمجھے نسبت نہ مینے پائی | دولت اتبک نہ ہاتھ آئی
اس کام کا حق بجا نہ لایا | پورا کرنا مجھے نہ آیا

مین کیا کہون عشق نے کیا کیا | دل کی پردون کو جبکہ چھیڑا
دیکھو تو اثر یہہ زمزمے کا | مین بن گیا عشق خود سراپا
ایسا احسان عشق کا ہو | حق شکر کا جبکہ کیا ادا ہو
میرے امکان سے ہے یہ باہر | شکر اسکا ادا کرون جو دم بہر

تجلی تیرہوین

حق کی ہی حقیقت اسکی ہستی | جسکو نہ گہٹاؤ ہے نہ پستی
تغیر سے پاک ہی یہ بالکل | اور اسمین نہین ہے کچہہ تبدل
بڑہنا گہٹنا نہین ہے اسکو | ایسا نہ عدد ہے گنئے جسکو
انداز و شمار سے ہے بے عیب | مقدار سے بھی بری ہی لاریب

و مبرّاست از وصمتِ تعدد و تکثر و تحول از همه نشانها بے نشان نه در علم گنجد و نه در عیان همه چند ها و چون ها ازو پیدا - و او بے چند و چون همه چیز ها با و مدرک - و او از احاطه ادراک بیرون - چشم سر در مشاهدهٔ جمال او خیره و دیدهٔ سر بے ملاحظهٔ کمال او تیره -

رُباعی

يَا مَنْ بِهِوَاكَ كُنْتُ بِالرُّوحِ سَمَحْتُ
هم فوقی و هم تحت نه فوقی نه تحت
ذاتِ همه جز وجود قایم به وجود
ذاتِ تو وجودِ سانج و هستی بحت

اِس مین نہ تنزّل و تغیّر
اِس مین نہ تعدّد و تکثر

وہ ساری نشانسی بے نشان ہے
اور اُس کا مقام لامکان ہے

آنکھون مین نہ علم مین سمائے
وہ ذہن و خیال مین نہ آئے

سب چند او رچون ہین اس سے پیدا
اور وہ بے چند و چون ہویدا

اُس سے ہر چیز کی ہے پہچان
ادراک کی حد سے دُور اسی جان

یہ تاب کہان جو سر کی آنکھین
دیدارِ جمالِ یار دیکھین

اور اس کا کمال دیکھنے کے
دل کے دیدے رہے ندیدے

اے شوق مین تیرے بیخودی سے
ہُون تجھ پہ نثار اپنے جی سے

تو فوق بھی اور تحت بھی ہے
پر فوق سے تحت سے بری ہے

ہے نیست وجود سب کا دایم
سب تیرے وجود سے ہے قایم

ہے ذات تیری وجودِ خالص
تیری ہستی نہین ہے ناقص

رباعی

بس بیرنگست یارِ دلخواه ایدل
قانع نشوی برنگ ناگاه ایدل
اصل همه رنگها ازان بیرنگیست
مَن اَحسَنُ صِبغَۃً مِنَ اللّٰہ ایدل

لائحه چهاردهم

لفظ وجود راگاه بمعنی تحقق وحصول که معانی مصدریه ومفهوماتِ اعتباریه اند - اطلاق میکنند و بدان اعتبار از قبیل معقولات ثانیه است - که در برابر وے امرے نیست در خارج - بلکه ماهیات را عارضِ میشود در تعقل چنانکه محققان حکما و متکلمین تحقیق آن کرده اند - وگاه لفظ وجود میگویند وحقیقتی میخواهند که هستیِ وے بذاتِ خود است - وهستی باقی موجودات بوے -

بیرنگ وہی ہے یارِ دلخواہ — قانع نہو رنگ پر تو ناگاہ
بیرنگ کی رنگ ہین یہ واللہ — مَنْ اَحْسَنُ صِبْغَۃً مِنَ اللّٰہ
اللہ کے رنگ سے بھی خوش تر — ایدل دیکھا ہے کوئی دلبر

تجلی چودہوین

حکماءِ محققین کے نزدیک — سارے متکلمین کے نزدیک
ہین لفظِ وجود کے یہ معنیٰ — اپنی تحقیق سے یہ جانا
یعنی ہے حصول اور تحقّق — جسکا مصدر سے ہے تعلّق
ہین یہ مفہومِ اعتباری — باتین یہ عقل کی ہین ساری
انکی ہے یہ فلسفہ بیانی — معقول مین از قبیلِ ثانی
خارج مین کوئی نہین برابر — بلکہ عارض ہے ماہیت پر
بعضون نے وجود کی حقیقت — اسطرح کہی ہے پاکے لذّت
بالذات وجود کی ہے ہستی — جس سے موجود کی ہے ہستی

وفی الحقیقۃ غیر از وے موجودے نیست در خارج بلکہ باقی موجودات عارضِ وے اند و قایم بوے چنانکہ ذوق کُمَّل کبراءِ عارفین و عظماءِ اہل یقین بآن گواہی میدہد و اطلاقِ این اسم بر حضرت حق سبحانہٗ بمعنیٔ ثانیست نہ بمعنیٔ اول۔

رُباعی

هستی بقیاسِ و عقلِ اصحابِ نمود
جز عارضِ اعیان و حقایق نہ نمود
لیکن بمکاشفاتِ اربابِ شہود
اعیان ہمہ عارضند و معروض وجود

لائحہ پانزدہم

صفات غیر ذات اند من حیث مایفہمہ العقول و عین ذات اند من حیث التحقق والحصول۔

خارج مین کوئی سوا نہین ہے | موجود اس سی جدا نہین ہے
عارضِ مین جہانکے ساری موجود | اس سی قایم ہے جملہ بے بود
ذوقِ عرفاءِ دین یہی ہے | قولِ اہل یقین یہی ہے
ہے اسم وجود حق کو زیبا | سچے ہین وجود کے یہ معنے
پہلا تہا قول فیلسوفی | اور دوسرا عین ذوقِ صوفی

ہے عقل مین اہل فلسفہ کی | عارض اعیان کی یہ ہستی
لیکن ہین جو ذی شہود عارف | ہین اُنکے مکاشفات کاشف
عارض ثابت ہین جملہ اعیان | معروض وجودِ ذاتِ سبحان
اس ذات کی جو صفات ہونگی | اک جہہ سے غیر ذات ہونگی
اک جہہ سی عین ذات ہین یہ | خود ذات ہی سب صفات ہین یہ
وان غیر ـ رہ عقول سی ہین | یان عین ـ رہ حصول سے ہین
مثلاً جسمین ہین وصف جیسے | موصوف کی اسم بھی ہین ویسے

مثلاً عالم ذات است باعتبار
صفت علم و قادر باعتبار
قدرت - و مرید باعتبار
ارادة و شک نیست که اینها
چنانکه بحسب مفهوم بایکدیگر متغایراند
مر ذات را نیز متغایراند
اما بحسب تحقق و هستی عین
ذات‌اند بآن معنی که آنجا
وجودات متعدد نیست
بلکه وجودیست واحد
و اسما وصفات نسب
و اعتبارات او -

ہون علم سے کے وصف جسمین سالم
سب لوگ اسے کہینگے عالم

قادر کی صفت ہوئی ہی قدرت
موصوف و صفت بحسب مفہوم
جیسا ہی بہم صفات مین فرق
ہستی کی نظر سے تم جو دیکہو

اور وصف مرید ہی ارادت
دونون مین غیریت ہے معلوم
ویسا ہی صفات و ذات مین فرق
ذات او وصفت کو عین پاؤ

اس فرق کو اس طرح نہ جانو
ذات اور صفت کہین جدا ہو

اس جا نہ وجود کی ہی کثرت
اسکا کوئی حصر وحد نہین ہے

جسکو نہ عدد سی کچہہ ہی نسبت
ذات اسکی مگر عدد نہین ہے

ایک ہی ہے وجود ہستی ذات
اسم و صفت اسکے اعتبارات

رُباعی

اے در ہمہ شان ذات تو پاک از ہمہ شین
نے در حق تو کیف توان گفت نہ این
از روے تعقل ہمہ غیر اند صفات
با ذات تو از روئے تحقق ہمہ عین

لائحہ شانزدہم

ذات من حیث ہی از ہمہ اسما و صفات معراست و از جمیع نسب و اضافات مبرّا۔ اتصاف او باین امور باعتبار توجہہ اوست بعالم ظہور۔ در تجلّی اول کہ خود بخود بر خود نمود۔

ہر شان مین ذات تیری بے عیب پاک اور پاکیزہ ہے تو لاریب
کیا کہئے جو کیفیت تری ہے تو کیف سی این سے بری ہے
قاصر دریافت سی زبان ہے تو کیسا ہے اور تو کہان ہے
معقول کی رو سی ہے یہ بات غیر اپنے صفات سی رہی ذات
دراصل ہین سب صفات باری تحقیق مین عین ذات باری

تجلی سولھوین

پاک اور منزہ حق کی ہے ذات جسمین نہ نسبت ہین اضافات
وہ ذات جو سب سے ہے منزا اسماء وصفات سے مُبرا
تھی اس کی توجہ اس بنا پر ظاہر عالم مین ہو وہ آکر
اسما وصفت کا مقتضے تھا عالم مین ہوی جو جلوہ فرما
سب سی پہلی تجلی پاکر ظاہر ہوئی آپ ہی مین آکر
پہلا ہے تعین اس کا وحدت پائین تحقیق چار نسبت

نسبت علم و نور و وجود و شہود متحقق گشت
و نسبت علم مقتضی عالمیت و معلومیت شد
و نور مستلزم ظہور و ظاہریت و مظہریت و وجود و شہود
مستتبع واجدیت و موجودیت۔ و شاہدیت
و مشہودیت و ہمچنین ظہور کہ لازم نور است
مسبوق است بہ بطون و بطون را تقدم
ذاتی و اولیت است نسبت با ظہور۔
پس اسم اول و آخر و ظاہر و باطن متعین
شدہ ہمچنین در تجلی ثانی و ثالث
الی ماشاء اللہ نسب و اضافات متضاعف
می شود و ہرچند تضاعف نسب
و اسماء او بیشتر ظہور او بلکہ خفاء او بیشتر۔

علم و نور و وجودِ ذاتی	چوتھی نسبت شہود ذاتی
ہے نسبتِ علم سے یہ پیدا	عالم معلوم ہین ہویدا
لازم ہوئی نور سے یہ نسبت	جسمین ہے ظہور و ظاہریت
نکلی ہے وجود سے یہ خصلت	موجودیت اور واحدیت
اور مرتبۂ شہود سے یان	شاہد مشہود کا ہے سامان
ظاہر ہے شہود مین یہ نسبت	مشہودیت اور شاہدیت
اس نور کا ہے ظہور جس جا	ظاہر مین بطون سی آئی اس جا

نسبت باہم ہوئی یہ ظاہر
باطن ظاہر اور اول آخر

پھر دوسری تیسری تجلی	جبتک رہے ذاتِ حق کی مرضی
پھر جملہ نسبت ہی و اضافات	دونے ہوتے چلے بدرجات
بڑھتے جو رہی نسب اور اسما	بڑھتا ہی چلا ظہور و اخفا

فسبحان اللہ من احتجب بما ظہر نورہ وظہر باسبال ستورہ خفائے او باعتبار صرافت واطلاق ذات است وظہور او باعتبار مظاہر وتعینات۔

رباعی

با گل رخ خویش گفتم ای غنچہ دہان
زد خندہ کہ من یکی بن خوبان جہان

ہر لحظہ مپوش چہرہ چون عشوہ دہان
در پردہ عیان باشم وبی پردہ نہان

رباعی

رخسار تو بی نقاب دیدن نتوان
دیدار تو بی حجاب دیدن نتوان
تا دام کہ در کمال اشراق بود
سر چشمۂ آفتاب دیدن نتوان

بس پاک وہی ہے حق تعالےٰ — تنزیہ سے ظہور پانے والا
پوشیدہ ظہور نور سے ہے — ظاہر فرطِ ستور سے ہے
اُسکی جو ہے ذاتِ صرفِ مطلق — مخفی اسی وجہ سے ہوا حق
بر وجہ تعیّن و مظاہر — ظاہر ہوا خلق ہی کی خاطر
یعنی ہے ظہور کا یہ باعث — صورت پائی ہے جنکے حادث
مظہر مین اُسی کی ذات دیکھو — ظاہر ہے تعینات دیکھو

اُس گل سے کہا کہا نہ غنچو — ہر لحظہ چھپا نہ اپنا چہرہ
پھر وہ ہنسا یہ ہنس کے بولا — یون غنچہ دہان نے پھر کہا لا
خوبون کی مثل یہان کہان ہے — برعکس معاملہ یہان ہے
در پردہ عیان ہین ہم جہان مین — بے پردہ نہان ہین ہم جہان مین

کیونکر رخِ بے نقاب دیکھین — دیدار کو بے حجاب دیکھین
پورا جب آفتاب چمکے — کب اُسکی چمک پہ آنکھ ٹھہرے

رباعی

خورشید چو بر فلک زند رایت نور ... در پرتو او خیره شود دیده ز دور
وآن دم که کند ز پردهٔ ابر ظهور ... فالناظر یلمح الیه من غیر قصور

لائحہ هفدهم

تعین اول وحدتیست صرف و قابلیتی است محض مشتمل بر جمیع قابلیات - چه قابلیت تجرد از جمیع صفات و اعتبارات و چه قابلیت اتصاف بهمه و باعتبار تجرد از جمیع اعتبارات تا غایتی که از قابلیت این تجرد نیز مرتبهٔ احدیت است - و مر او راست بطون و اولیت و ازلیت - و باعتبار اتصاف او بجمیع صفات و اعتبارات مرتبهٔ واحدیت است - و مر او راست ظهور و آخریت و ابدیت -

جب مہر فلک پہ ہو منوّر ۔۔۔ خیرہ رہتی ہے آنکھہ اُسپر
گر ابر کی آڑ سے ہو ظاہر ۔۔۔ کچھہ دیکھہ سکیگا اسکو ناظر

تجلی سترہوین

پہلا ہے تعین اس کا وحدت ۔۔۔ وہ ایک ہے محض قابلیت
ہر قابلیت ہے اُسمین شامل ۔۔۔ خارج نہین ایک سب ہین داخل
تجرید مین قابلیتِ ذات ۔۔۔ سب ہوچکین نہین وصف و اعتبارات
ہو قابلیت سے بھی مُبرّا ۔۔۔ ہو گا احدیت اِسم اُس کا
اِس مرتبہ کی ہے خاص خصلت ۔۔۔ باطن ازلیّت اوّلیّت
وحدت مین قوابلِ ثبات ۔۔۔ پائی ہین صفات و اعتبارات
وحدت مین حقیقتین ہین ساری ۔۔۔ وحدت مین ہوا شہود باری
پوری ہوئی وصف مین جو وحدت ۔۔۔ پیدا ہوئی اُس سے واحدیت
ہے واحدیت کی لازمیّت ۔۔۔ ظاہر ابدیت آخریت

واعتبارات مرتبه واحدیّت بعضے ازان قبیل اندکه
اتصاف ذات بآنها باعتبار مرتبه جمع است خواه
مشروط باشند۔ بتحقیق وجودِ بعضے حقایق کونیه
چون خالقیت رازقیت وغیرهما وخواه
نباشند چون حیات وعلم وارادت وغیرها
وانیها اسماء وصفات الٰهیه وربوبیت اند
وصورتِ معلومیت ذات متلبسة
بهذه الاسما والصفات حقایق الٰهیه است۔
وتابیس ظاهر وجود بانها موجب تعدد وجودی نیست۔ و
بعضے ازان قبیل اندکه اتصاف ذات بانها باعتبار مراتب
کونیه است چون فصول وخواص وتعینات که
ممیزاتِ اعیان خارجیه اند ازیکدیگر۔

اِس جا از روئے اعتبارات　　ہے جمع کی اتصاف ہیئات
تحقیق وجود کے موافق　　پائے تفریق پایان حقایق
ہے ایک حقایق کیانی　　اور ایک حقایق الٰہی
تحقیق کی شرط جب وجود کا　　پھر کوئی حقیقتوں میں ہوئے
مشروط نہ ہوں تو ہے یہ حالت　　مانند حیات و علم ارادت
اسماء الٰہیہ ہیں یہ سب　　اوصاف ربوبیہ ہیں یا سب
صورت معلومیت میں آئی　　اسم اور صفت کی شان پائی
صوفی بخطاب اصطلاحی　　کہتے ہیں حقایق الٰہی
ظاہر ہیں جو ہو تو ہو تعدد　　پر ہے نہ وجود کو تعدد
اور بعض ہیں ایسی اعتبارات　　ہے ذات کو جن سے اتصافات
ہیں بعض میں اتصاف ذاتی　　بر وجہ مراتبات کوئی
جس طرح تشخصات عالم　　فصل اور تعینات عالم

وصور معلومیه ذات متلبستهٌ
بهذه لاعتبارات حقایق کونیه است
و تلبّس ظاهر وجود باحکام و
آثار آنها موجب تعدد وجودیست۔
و بعضے ازین حقایق کونیه را
عند سریان الوجود فیها باحدیة
جمع جمیع شئونه وظهور آثارها واحکامها
باستعداد ظهور جمیع اسماء الٰهیت۔
سوی الوجوب الذاتی والاستغناء
علی اختلاف المراتب الظّهور
شدّةً وضعفاً وغالبیّةً
ومغلوبیّةً۔

خارج کے ممیزات اعیان — تمیز سے ہین یہہ سب نمایان
جسدم اعیان ثابت ذات — پائے ہین لباس اعتبارات
یان صورتین علم ذات حق کی — کہلائین حقایق کیانی
احکام ایسی حقیقتونکے — ق — تلبیس وجود مین جب آئے
ظاہر آثار ان کے ہوکر — تعداد وجود پائے باہر
احدیتہ جمع بین حقایق — سریان وجود کے ہین لایق
باشان ظہور وحکم و آثار — سب کے سب آئے جھلکہ اظہار
اسماء الہی ان سے پیدا — پورے پورے ہوئے ہویدا
ہوئی یہہ غنی وہ ذات جب — ظاہر ہوئے مختلف مراتب
باصورت ضعف ہوکہ شدت — مغلوبیت کہ غالبیت
جن جن نامونسے ذات آئی — ویسی ویسی ہی شان پائی
کامل اسماسے جسمین آئے — کامل انسان اسے بنائے

چون تکمّلِ افراد انسانی از انبیا و اولیا
و بعضے را استعدادِ ظهور بعضے است دون
بعضے علی اختلاف المذکور چون سایر موجودات
وحضرت ذات باحدیته جمع شیونها الالهیته والکونیته
ازلاً و ابداً در جمیع این حقایق که تفاصیل مرتبهٔ واحدیت
اند ساریست و متجلی چه در عالم ارواح و غیب و چه در عالم
مثال و چه در عالم حس و شهادة چه در دنیا و چه در آخرت
و مقصود ازین همه تحقق و ظهور کمال اسمائیست که
کمال جلا و استجلاست کمال جلا یعنی ظهور او بحسب این
اعتبارات و کمال استجلا یعنی شهود او مرخود را بحسب همین
اعتبارات و این ظهور و شهود لیست عیانی
عینی چون ظهور و شهود مجمل در مفصل۔

پورے ہیں تمام انبیا میں
روشن ہیں تمام اولیا میں

ہیں بعض انہیں سے چند اسما
جن سے کہ ہوا ظہور اشیا

جیسی جن میں تھی قابلیت
پائی ویسی ہی کاملیت

ہیں جملہ شیون ذاتِ باری
کونی ہوں یا کہ ہوں الٰہی

ہو کر سب شاملِ حقیقت
پائی تفصیلِ واحدیت

ازلاً ابداً ہے ذات باری
ان میں متجلّی اور ساری

سب عالم میں بھی ہیں صورت
کیا روح و مثال و حسِ شہادت

دنیا میں اور آخرت میں
الحاصل جملہ کیفیت میں

تحقیق و ظہور حق سے اسما
مقصود ہوا کمال اسما

جو وصف کمال کو ملا ہے
اک استجلا اور اک جلا ہے

پہلا ہے جلا ظہور جس کا
استجلا ہے شہود اس کا

عینی میں عیاں ظہور کامل
تفصیل میں ہے شہودِ اجمال

بخلاف کمالِ ذاتی کہ ظہورِ ذاتست مر نفسِ خود را در نفسِ خود و از برائی نفسِ خود بے اعتبار غیر و غیریت و این ظہوریست علمی غیبی چون ظہور مفصل در مجمل و غنا مطلق لازمِ کمال ذاتیست - و معنیٰ غنا مطلق آنست کہ شئون و اعتبارات و احوالِ ذات با حکامہا و لوازمہا - علیٰ وجہ کلی جملیکہ در جملہ مراتب حقائق الٰہی و کونی مینماید - مر ذات را فی بطونہا و اندراج الکل فی وحدتہا - مشاہد و ثابت باشد - بجمیع صورہا - و احکامہا - کما ظہرت و تظہر و تثبت و تشاہد - فی المراتب -

بر عکس اسکے کمالِ ذاتی ظاہر ہوئی ذات خود بخودہی
علمی غیبی ظہور ہے یان غیریت و غیر و دو ہے یان
اس طرح ظہور یان ہے حاصل جیسے مجمل مین ہے مفصل
لازم بکمالِ ذاتیِ حق کہتے ہین جسے غنائے مطلق
احوال و شئون و اعتبارات احکام اور سب لوازم ذات
جو درج ہین ساری شیونین شامل ہین ہو سب حقیقتین
ہون خواہ حقائق الٰہی یا ہون وہ حقائق کیانی
بالجملہ یہہ کیفیات ساری ہین درج بطون ذات باری
کہتے ہین اسے غنائے مطلق مستغنی ہے اسی لئے حق
جتنی چیزین شئون مین ہین سب ذات کے ہی بطون مین ہین
بالجملہ مراتب و کمالات ہین ساری حضور شاہد ذات
وحدت مین ہی اندراج کل کا دانہ مین درخت جیسے گل کا

و ازین حیثیت از وجود جمیع موجودات مستغنی است کمال قال سبحانه تعالے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ ۝

رباعی

دامان غنای عشق پاک آمد پاک … ز آلودگیء خود ما مشتی خاک

چون جلوه گر و نظاره گر جمله خود است … گر ما و تو در میان نباشیم چه باک

رباعی

هر شان و صفت که هستی حق دارد … در خود همه معلوم محقق دارد

در ضمن مقیدات محتاج بخویش … از دیدن آن غنای مطلق دارد

رباعی

واجب ز وجود ذاتی بدین مستغنی است … واحد ز مراتب عدد مستغنی است

در خود همه را چو جاودان می بیند … از دیدن شان برون ز خود مستغنی است

عالم جو نہو تو ہو اُسے کیا　　آدم جو نہو تو ہو اُسے کیا

ثابت یہہ ہوا ہے اُس بیان سے
اللہ غنی ہے سب جہان سے

دامانِ غناءِ عشق ہے پاک　　آلودہ کب اسکو کر سکے خاک
خود جلوہ گر و نظارہ گر ہے　　تو - مین - نہین تو کیا خطر ہے

ہر شان اور وصفِ ہستیِ حق　　معلوم ہے اُس مین اور محقق
محتاج بھی ہے تو ہے وہ اپنا　　در ضمنِ مقیداتِ دنیا
محتاجیِ قید سے بری ہے　　مطلق وہ شہود سے غنی ہے

واجب بد و نیک سے غنی ہے
واحد تعداد سے بری ہے
جب اپنے مین سب کو دیکھتا ہے
پروا پاہر کی اُسکو کیا ہے

لائحہ نوزدہم

چون تشخصات وتعینات افراد وانواع مندرجہ تحت الحیوان را رفع کنی افراد ہر نوعے در وے جمع شوند وچون ممیزات آن انواع را کہ فصول وخواص اند رفع کنی ہمہ در حقیقت حیوان جمع شوند۔ وچون ممیزات حیوان را وانچہ با او در تحت جسم نامی مندرجست رفع کنی ہمہ در جسم نامی جمع شوند۔ وچون ممیزات جسم نامی را وآنچہ باوے مندرجست تحت الجسم رفع کنی۔ ہمہ در حقیقت جسم جمع شوند۔ وچون ممیزات جسم را وانچہ با او مندرجست تحت الجوہر اعنی العقول والنفوس رفع کنی ہمہ در حقیقت جوہر جمع شوند وچون ما بہ الامتیاز۔ بین الجوہر والعرض را رفع کنی ہمہ در تحت ممکن جمع شوند

تجلّی اٹھارویں

انواع کی گر خصوصیت کو — حیوان کے حدود سے اٹھالو
افراد انواع کے رہینگے — لیکن حیوان ابھی کہینگے
نطق اور ہستی اگر نکل جائے — انسان کی خصوصیت بدل جائے
انواع کے امتیاز ہون رفع — حیوانکی حقیقتون مین ہون جمع
گر یہہ جملہ ممیزات حیوان — جسمِ نامی مین ہین نمایان
گر یہہ حیوان سے رفع ہونگے — جسمِ نامی مین جمع ہونگے
جسمِ نامی کے فصل کی قسم — ہے مندرج حقیقتِ جسم
جوہر سے ممیزاتِ جسمی — اٹھین تو رہے حقیقت اُسکی
معنی جوہر کے ہین اُصُولی — یعنی کہ نفوسی و عقولی

جوہر مین عرض مین جب نہو فرق
ممکن مین فصول سب رہین غرق

وچون ما بہ الامتیاز بین الممکن و واجب را رفع کنی هر دو در موجود مطلق جمع شوند کہ عین حقیقت وجود است و بذات خود موجود است۔ نہ بوجود زاید بر ذات خود۔ و وجوب صفت ظاهر اوست۔ و امکان صفت باطن او۔ اعنی الاعیان الثابتة الحاصلة علی نفسه متلبساً بنهو و این ممیزات خواه فصول باشند خواه خواص خواه تعینات و تشخصات همه شئون الهی اند۔ که مندرج و مندمج بودند در وحدت ذات اولاً در مرتبهٔ علم بصورت اعیان ثابته بر آمدند وثانیاً در مرتبهٔ عین بواسطه تلبس احکام و آثار ایشان بظاهر وجود۔

ممکن و واجب ہین ان رفع دونون
مطلق موجود ہی مین ضم ہون

موجود بذات ہے جو خصلت
ہے عین وجود کی حقیقت

ہے ذات وجود پر نہ زاید
اسپر نہ وجود کوئی عاید

زاید نہ وجود کے سوا ہے
خود ہی موجود ہو گیا ہے

ظاہر کی صفت جو ہے یہان
اِسکے باطن کا وصف امکان

جب اِسکے شئون لباس پاے
اپنے ہی تجلیون مین آئے

ثابت اعیان ہین اِنکا حاصل
صورت ہی شئون کی کامل

ہون خواہ تشخصاتِ عالم
یا ہون وہ تعیناتِ عالم

یا فصل ہون یا خواص ساری
سب ہین یہہ شئون قرابت باری

وحدت مین تمام مندرج ہین
ایک ذات مین جملہ مندرج ہین

جب علم کے مرتبہ مین آئے
ثابت اعیان کی شکل پائے

پھر عین کے مرتبہ مین آکر
آثار وجود مین ہے یاسر

که تجلّی آیینه است مر باطن وجود را صورت اعیان خارجیه گرفتند پس نیست در خارج الا حقیقت واحد - که بواسطهٔ تلبّس شئون وصفات متکثر و متعدد مینماید - نسبت بآنان که در ضیق مراتب محبوس اند و باحکام و آثار آن مقید -

رباعی

مجموعهٔ کون را بقانون سبق — کردیم تفحّص ورقاً بعد ورق
حقا که ندیدیم و نخواندیم درو — جز ذاتِ حق و شئونِ ذاتیهٔ حق

رباعی

تا چند حدیث جسم و ابعاد و جهات — تا کی سخن معدن و حیوان و نبات
یک ذات فقط بود محقق نه ذوات — این کثرت وهمی همه شئون است و صفات

ظاہر کے وجود کے لباسات — باطن کے وجود کے ہین مرآت
پائے اعیان داخلیہ — تشکل اعیان خارجیہ
ظاہر ہی نہین ہے کوئی صورت — خارج مین سوائی یک حقیقت
جو شان صفت کا ہیں پاکر — تعداد کثیر مین ہے باہم
لیکر احکام اور آثار — اس قید جہات مین ہے گرفتار

قانون کے پڑھے سبق بہت سے — گردانے ورق ورق بہت سے
دیکھا کہ کتب بھری ہین ساری — باذات و شئون ذات باری

کب تک یہ حدیث کر ہین یاد — جسم و جہت اور تین ابعاد

ہم مین یہ سخن یہہ بات کب تک
حیوان معدن نبات کب تک
صرف ایک ہی ذات کا ہے اثبات
باقی سب وہم ہین شئونات

لائحه نوزدهم

مراد باندراج کثرت شئون در وحدت ذات
نه اندراج جزو است در کل یا اندراج مظروف
در ظرف بلکه مراد اندراج اوصاف و لوازم
است در موصوف و ملزوم چون اندراج
نصفیت و ثلثیت و ربعیت و خمسیت الی ما لانهایة له
در ذات واحد عددی زیرا که این نسب
در وحدت مندرج‌اند و اصلاً ظهور ندارند تا آنکه
بتکرار ظهور در مراتب جزو اثنین و ثلثه و
اربعه و خمسه واقع شود - و از اینجا معلوم
میشود که احاطه حق سبحانه تعالی بجمیع موجودات
همچو احاطه ملزوم است بلوازم -

تجلی انیسوین

ہون ذات کے جسقدر شئونات
وہ جملہ ہین درج وحدۃ ذات

مقصد اسی اندراج کا ہے
عارف کا اسی سے مدعا ہے

ایسا نہین کل مین جزو آئے
مظروف اک ظرف مین سمائے

بلکہ موصوف مین ہین اوصاف
ملزوم مین لازم آگئے صاف

مثلاً چوتھائی یا تہائی
اک ذات عدد مین ہے سمائی

لاکھون حصے اگر بنینگے
ایک ہی مین وہ مندرج رہینگے

جتنی ہین یہ نسبتین کہ جو ہین
وہ سب ہین مندرج احد مین

اصلاً انکا نہین ہے اظہار
جبتک کہ اک دو کی ہو نہ تکرار

یعنے ہے ایک دو کا آدھا
اور تین کا تیسرا ہے حصا

اس سے معلوم یہہ ہوا ہے
سب شے کا محیط بس خدا ہے

حق اور اشیا سے ہے یہ مفہوم
لازم کا احاطہ جیسے ملزوم

نه همچون احاطهٔ کل بجزو - یا ظرف بمظروف -
تعالی الله عمّا یلیق بجناب قدسه

رباعی

در ذات حق اندراج شان معروفست
شان چون صفتست و ذات حق موصوفست
این جمله بیاد دار کانجا که خداست
نی جزو نه کل نه ظرف نی مظروفست

لائحه (۲۰) بستم

ظهور و خفای شئون و اعتبارات بسبب تلبس بظاهر وجود و عدم آن موجب تغیر حقیقت وجود و صفات حقیقیهٔ او نیست -

ایسا نہ احاطہ اُس کو سمجھو	جسطرح سی جزو کل مین دیکھو
ایسی نہین خلق حق سی ہمدم	مظروف اور ظرف ہیں باہم
اسکی تو ہے شان سب پہ فایق	کہتے ہین یہ جناب حق کے لایق
ذاتِ حق مین یہ سب تعینات	رکھتے ہین سبھی اندراج بالذات
شان اسکی صفت کیطرح معروف	اسطرح کہ ذاتِ حق ہو موصوفا
یہ قاعدہ خوب یاد رکھو	جس جا یہ کہ جلوہ گر خدا ہو
جزو کل کا نشان نہین ہے	مظروف اور ظرف وان نہین ہے

تجلی بیسوین

سب شان اور اعتبار حق کے	ہیں بس وجود ظاہری سے
پائین جو ظہور اس جہان مین	یا چھپ رہین پردۂ نہان مین
پر ذات وجود کی حقیقت	اور اسکی حقیقی حلیہ و صفت
تبدیل کبھی نہ پا سکیگی	تغییر نہین وہ نہ اٹھا سکیگی

بلکه مبتنی بر تبدل نسب و اضافات
است و آن مقتضی تغیّر در ذات نی
اگر عمرو از یمین زید بر خیزد و
در یسار رش نشیند نسبت زید با او
مخالف شود و ذاتش با صفات
حقیقیهٔ خود همچنان برقرار و همچنین حقیقت
وجود بواسطهٔ تلبّس با مور شریفه زیادتی
کمال نگیرد و بجهت ظهور در مظاهر خسیسه
نقصان نپذیرد ـ نور آفتاب هرچند بر پاک و پلید
تابد هیچ تغیر بساطت نوریت او راه نیابد
نه از مشک بوی گیرد و نه از گل رنگ
نه از خار عار دارد و نه از خارا ننگ ـ

بلکہ یہہ ظہور اور خفیات — از روی النسب ہین اور اضافات
اِن کا ہوتا رہے تبدل — پر ذات مین کچھہ نہو تخلل
بائین سے عمر اگرچہ اُٹھے — اور زید کے دہنی سمت بیٹھے
وہ زید کا اتصاف ہوگا — نسبت مین نہ اختلاف ہوگا
جو وصف عمر کی ذات مین تھے — جیسے تھے ویسے ہی رہینگے
ایسی ہے وجود کی بھی حالت — جسکی سب جا ہے اک حقیقت
نیکی کا اگر لباس پائے — کچھہ اسمین کمال بڑہ نجائے
بد مین وہ اگر ظہور پائے — اس سے کوئی بات گہٹ نجائے
خورشید چمک رہا ہی سب پر — کیا پاک ہو یا پلید بدتر
ہر نور مین ہو نہ کچھہ تبدل — اسمین آئے نہ کچھہ تخلل
وہ مشک کی بو سی خو غنی ہے — خوشبو بد بو سے وہ بری ہے
گل سے لیتا نہین وہ کچھہ رنگ — خار و خار اسے بھی نہین ننگ

رُباعی

چون جمع رز فروغ خود جہان آید | بر پاک و پلید اگر بتابد شاید
نے نور وی از ہیچ پلید آلاید
نے پاکی او ز ہیچ پاک افزاید

لائحہ بست و یکم

مطلق بے مقیّد نباشد۔ و مقیّد بی مطلق صورت نہ بندد اما مقید محتاج است نہ مطلق و مطلق مستغنی است از مقید پس استلزام از طرفین است و احتیاج از یکطرف۔ چنانکہ میان حرکت ید و حرکت مفتاح کہ در ید است۔

خورشید کو ہے فروغ شایان
پاک اے رجس یہ چمک یکسان
اسکو نکرے نجس نجاست
پاکی سے بڑھے نہ کچھہ طہارت

تجلّی اکیسوین

مطلق نہو بے مقید اصلا
بے مطلق ہو نہ قید حاشا
محتاجی تو قید مین لگی ہے
مطلق تقئید سے غنی ہے
تقئید مین ہے ضرور حاجت
مطلق مین غنا کی ہی ضرورت
پس دونون طرف ہے لازمیت
اور ایک طرف فقط ہے حاجت
جیسے کنجی ہے اور ہے ہاتھہ
حرکت کنجی کی ہات کیساتھہ
تحریک کلید ہات مین ہے
اور ہاتھہ کا فعل ذات مین ہے
کنجی محتاج ہو گئی ہے
اور ہاتھہ اس فعل مین غنی ہے
کنجی ہے قید ہات مطلق
تقئید جہان مین ذات مطلق

رُباعی

اے در حرم قدس تو کس را جانے
عالم تو پیدا و تو خود پیدانے
ما و تو ز ہم جدا نئیم اما ہست
مارا تو بتو حاجت و ترا با مانے

و ایضاً مستلزم مقیدلیست از مقیدات علی سبیل البدلیۃ نہ مستلزم مقیدی مخصوص و چون مطلق را بدلے نیست۔ قبلۂ احتیاج ہمہ مقیدات اوست لا غیرہٗ

اے تیرا حرم وہ قدس جا ہے — پہونچے کوئی وان۔ مجال کیا ہے
تجھہ سے پیدا ہیہ سب جہان ہے — تو خود ناپیدا اور نہان ہے
تو ہم تو جدا نہین ہین باہم — ہردم رہتے ہین تجھسے ہمدم
لیکن مجھکو ہی تجھہ سے حاجت — تجھکو میری نہین ضرورت

ازجملہ مقیداتِ عالم — مطلق سے مقید اک ہے باہم
ہرایک جو قابلِ بدل ہے — مطلق کا اسیطرح عمل ہے
مخصوص نہین مقید اُس کا — مطلق کو نہین ہیہ لازم اصلا
بیمثل وہ جبکہ بالیقین ہے — مطلق کا بدل کہین نہین ہے

جتنے ہین مقیدات دنیا
وہ قبلہ ہے اُن کی حاجتون کا
کوئی نہین غیر ذاتِ مطلق
بے مثل ہے بے بدل ہے وہ حق

رُباعی

قرب تو باسباب و علل نتوان یافت
بی سابقہ از فضل ازل نتوان یافت
بر ہر کہ بود توان گرفتن بدلے
تو لے بدلی ترا بدل نتوان یافت

رُباعی

ای ذاتِ رفیع تو نہ جوہر نہ عرض
فضل و کرمت نیست معلل بہ غرض
ہر کس کہ نباشد تو عوض باشی ازو
وانرا کہ نباشی تو کسے نیست عوض

استغناء مطلق از مقید باعتبار ذاتست ۔ والّا ظہور اسماء اُلوہیت ۔ وتحقق نسبت رُبوبیت بی مقید از محالات۔

اسباب و علل سے تیری قربت — حاصل جو کرین کہان یہ طاقت
تجھسے اُسوقت رابطہ ہو — گر فضلِ ازل سے واسطہ ہو
بے مانند و بےبدل جو تو ہے — مشکل ہین تیری جستجو ہے
ہر اک کا بدل یہان ملیگا — پر تیرا بدل کہان ملیگا

اے! ذات تیری غرض نہ جو ہے — تیرا ہے مقام سب سے برتر
تیرا فضل و کرم ہے ایسا — محتاجِ غرض نہین کسیکا
جسکا نہو کوئی تو عوض ہو — تو ہو نہ عوض۔ بنائین کسکو

مطلق جب ذات ہو گئی ہے — تقیید سے اسلئے غنی ہے
ورنہ یہہ باعتبارِ اسما — تقیید مین آگئی ہے اسجا
اسمارِ الوہیت کے اظہار — تحقیق ربوبیت کے آثار

جب تک تقیید مین نہ آئین
مشکل ہے جو یان ظہور پائین

رُباعی

ای باعثِ شوق و طلبم خوبیٔ تو
فرعِ طلبِ منست مطلوبیٔ تو
گر آئینہ محبیٔ من نبود
ظاہر نشود جمال محبوبیٔ تو

لا - بلکہ ہم محب حق است و ہم محبوب او۔ و ہم طالب حق است و ہم مطلوب او۔ مطلوب و محبوب است در مقامِ جمعِ احدیت و طالب و محب است در مرتبہ تفصیل و کثرت۔

ای غیر ترا بسوی تو تیرے نے
خالی ز تو ہیچ مسجدے و دیرے نے
دیدم ہمہ طالبان و مطلوبان ای
آنجملہ توئی و در میان غیرے نے

مجھ مین جو یہہ شوق اور طلب ہے　　تیری خوبی ہی کا سبب ہے
میری ہی طلب کا ہے یہہ شعبہ　　مطلوبی کا تیری تماشا
مین تیرا محب ہر آئینہ ہون　　مین حسن کا تیرے آئینہ ہون
محبوبی تیری نہوتی ظاہر　　ہوتا جو نہ آئینہ مین ناظر

ہان مین نے غلط کہی تھی یہ بات　　حق یہہ کہ محب ہے اسکی خود ذات
وہ خود ہے محب وہی ہے محبوب　　طالب ہی وہی وہی مطلوب
احدیت یہہ جمع مین ہے مطلوب　　احدیت جمع مین ہے محبوب
یعنے محبوب اور مطلوب　　احدیت جمع سے ہے منسوب
کثرت تفصیل ہی کی خاطر　　طالب و محب مین ہی وہ ظاہر

ایسا ہو ترا کہ ہو کوئی غیر　　سبکی تیرے سمت ہی رہی سیر
تجھسے خالی نہین کوئی جا　　مسجد ہو کہ دیر یا کلیسا
طالب مطلوب سب کو دیکھا　　جز تیرے کسیکو بھی نہ پایا

لائحہ بست دوم

حقیقت ہر شئے تعین وجود است در حضرت علم باعتبار شانیکہ آن شئے مظہر اوست۔

یا خود وجود متعین بہمان شان درہمان حضرت و اشیار موجودہ عبارت اند از تعینات وجود باعتبار انصباغ ظاہر وجود بآثار و احکام حقایق ایشان یا خود وجود متعین بہمین اعتبارات بر وجہیکہ حقایق ہمیشہ در باطن وجود پنہان باشند۔

توہی تو سب جگہ عیان ہے — یان کوئی نہ غیر درمیان ہے

تجلی بائیسوین

ہر شئے مین جو ہی حقیقت سکی — ق — بس ہے وہ تعین وجودی
جو حضرت علم مین نہان ہے — ظاہر مین مگر نہین عیان ہے
اس شان کی روسے خاص وہ شئے — اُسکی مظہر یہان بنی ہے
یا خود یہ وجود بھی اِسی مین — ہو گا متعین علم ہی مین
اشیا موجود جتنی ہونگی — سب ہین وہ تعین وجودی
آثار اُنکی حقیقتون کے — ق — احکام وجود ظاہری سے
جب رنگ وجود مین وہ آئے — شئے موجود نام پائے
یا دوسری طرح سے یہ سمجھو — ق — تحقیق وجود ظاہری کو
باطن مین وجود کے حقایق — پنہان ہے کے سب ہین لایق

واحکام و آثار ایشان در ظاہر وجود
پیدا زیرا کہ زوالِ صُورِ علمیہ از باطن
وجود محالست والا جہل لازم آید۔
تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیراً

رُباعی

مائیم وجود و اعتبارات وجود
در خارج و علم عارضِ ذاتِ وجود
در پردۂ ظلمت عدم مستوریم
ظاہر شدہ عکس ما ز مرآتِ وجود

پس ہر شئے بحسب حقیقت وجود یا
وجودِ متعین است۔

اس صورت مین جو خوہی پاتا ہے تعینِ وجودی
آثار حقائق - آخری مین پیدا ہین وجود ظاہری مین
کیونکہ علمی صُوَر ہون نہ ایل باطن سے وجود کی ہے مشکل
گر صورتِ علم ہو نہ قائم آجائیگا جہل اسمین لازم

اعلےٰ ہو کوئی کہ اُس سے اعلےٰ
سب سے اعلےٰ ہے حق تعالےٰ

ہم آپ وجودی ہین بالذات خارج مین ہین اسکے اعتبارات
اور علم کا بس ہہی اثر ہے عارض ذاتِ وجود پر ہے
ظلمت مین عالم کی ہم نہان ہین مرآتِ وجود مین عیان ہین
عکس اپنا ہے آئینہ مین ظاہر ہم اپنے ہی عکس کے ہین ناظر

پس ہر شے کی ہے ایسی حالت از روی وجود اور حقیقت
ایسی ہہ صفت وجود کی ہے یا خود متعیّن آپ ہی ہے

یا تعین عارض مر د وجو د را تعین صفت متعین اوست ۔

صفت باعتبار مفهوم اگرچه غیر موصوفست باعتبار وجود عین اوست و تغایر بحسب مفهوم و اتحاد بحسب وجود موجب صحت حمل است ۔

رباعی

ہمسایہ و ہمنشین و ہمرہ ہمہ اوست
در دلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست
در انجمن فرق و نہانخانۂ جمع
باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

یا خاص وجود ہے مقرر | عارض ہے تعین اسکی اوپر
جسکے متعینات ہونگے | وصف اُنکے تعینات (متعینات) ہونگے
مفہوم کی روسے ہے یہ معروف | ہر چند ہین غیر وصف و موصوف
لیکن موصوف وصف دونون | از روی وجود عین ہی ہون
حسب مفہوم غیریت ہے | اور حسب وجود عینیت ہے
مذکور یہہ جس قدر بیان ہے | بس موجب صحت گمان ہے

ہمسایہ و ہمنشین وہی ہے | ہمراہ اور ہر کہین وہی ہے
اطلس مین امیر کی وہی ہے | گدڑی مین فقیر کی وہی ہے

یا فرق کی انجمن عیان ہو
یا جمع کا خانہ نہان ہو
ہو کوئی گدا کہ ہو شہنشا
باللہ وہی ہے ثم باللہ۔

لائحہ بست و سوم

حقیقت وجود اگرچہ بر جمیع موجودات ذہنی وخارجی مقول و محمول میشود امّا او را مراتب متفاوت است بعضہا فوق بعض و در ہر مرتبہ او را آسامی و صفات و نسب و اعتبارات مخصوصہ است کہ در سائر مراتب نیست۔

چون مرتبہ الوہیت و ربوبیت و مرتبہ عبودیت و خلقیت۔ پس اطلاق آسامی مرتبہ الوہیت مثلاً چون۔ اللہ و رحمن و غیرہما۔

تجلی تیئسوین

سب مین ہے حقیقت وجودی — موجود ہون خارجی کہ ذہنی
ہر چند گمان ہی سب کا اکثر — ظاہر ہے وجود سب مین یکسر
پر ہے بمراتب تفاوت — بعضے بعضے مین اسکی حالت
ہر ایک کا مرتبہ جدا ہے — ہر ایک مین فرق ہی رہا ہے
ایک ایک کو اسم ہے صفت ہے — ہر ایک کی جدا خصوصیت ہے
ایسے ہی نسب او اعتبارات — ہر ایک کی جدا ہین اتصافات
ہین ایک مین ایک مین نہین ہین — مخصوص کہین نہین کہین ہین
جیسے کہ الوہی اور ربوبی — ہین خاص مراتب الہی
جو خلق و عبودیت کی ہی شان — مخلوق کیواسطے ہی شایان
جیسا اسم رحیم و رحمان — یہہ خاص ہے بہر انسان

بر مراتب کونیّہ۔ عین کفر محض زندقہ باشد۔ وہمچنین اطلاقِ آسامی مخصوصہ بمراتب کونیّہ بمرتبۂ الٰہیّہ غایت ضلال ونہایت خذلان باشد۔

رُباعی

ای بُردہ گمان کہ صاحبِ تحقیقی
وندر صفتِ صدق ویقین صدیقی
ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد
گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی۔

لائحہ بست وچہارم

وجود حقیقی یکی بیش نیست وآن عین وجود حق وہستی مطلق است۔

بس شانِ الوہیت کے اسما　　شان کونی مین ہونگے بیجا
مخلوق کا نام ہو نہ خالق　　مرزوق کا نام ہو نہ رازق
زندیقیت ہو محض پیدا　　عین کفر اس سے ہے ہویدا
ناموں کا اسیطرح سے اطلاق　　ق　　جو ہین مخصوص بہر آفاق
اللہ کے مرتبہ پہ گر ہو　　گمراہی و خذل مین بسر ہو

اس شبہہ مین تمکو ہے یہ سودا　　مین بھی ہون بڑا محقق اس جا
اس صدق و یقین کی وقعت مین تم　　صدیقیت مین ہوگئے گم
ہر مرتبۂ وجود اس جا　　رکھتا ہے وہ خاص حکم اپنا
گر ہو نہ حفاظتِ مراتب　　زندیق نہیں گے آپ صاحب

تجلی چوبیسوین

بس ایک وجود ہے حقیقی　　زائد نہ سوا ہے اس سے کوئی
ہے عینِ وجودِ ذاتی حق　　جسکی ہستی ہے عین مطلق

اما او را مراتب بسیار است - اول مرتبہ لاتعیّن و عدمِ انحصار است -

و اطلاق از ہر قید و اعتبار ازین حیثیت منزہ است از اضافات نعوت و صفات و مقدّس است از دلالتِ الفاظ و لغات نہ نقل را در نعت جلال او زبان عبارت ست و نہ عقل را بکُنہ کمالِ او مکانِ اشارت ست ہم اربابِ کشف از ادراکِ حقیقتش در حجاب - و ہم اصحاب علم از امتناع معرفتش در اضطراب -

غایت نشان از وی نشانیست و نہایت عرفان وے حیرانی -

بیجد ہین مراتبات اسکے | تقسیم ہوئے ہین اسطرحسے
سب سے پہلا ہے لاتعین | جسکو نہین حصر بالتیقن
قید و اطلاق سے بری ہے | اس حیثیت سے وہ غنی ہے
ہے ذات منزہ از اضافات | جسمین نہ نعوت و اتصافات
وہ پاک ہے سب دلالتون سے | الفاظ و لغت کی حجتون سے
گم ہے لغت جلال مین نقل | عاجز کنہ کمال مین عقل
اور اسکی حقیقتون کا ادراک | کیا ہو سکے اہل کشف سے حاک
ذی کشف یہان حجاب مین ہین | ذی علم بھی اضطراب مین ہین
عارف ہین معرفت مین عاجز | عاقل ہین کنہ ہیئت مین عاجز
عارف ہین نہ معرفت کا امکان | حیرانی ہے اسکی حد عرفان

یہہ اسکے نشان کی ہے غایت
یعنی وہ ہے بے نشان نہایت

رباعی

ای در تو عیانها نهانها همه هیچ
پندار یقینها و گمانها همه هیچ
از ذات تو مطلقا نشان نتوان داد
کانجا که توئی بود نشانها همه هیچ

رباعی

هر چند که جان عارف آگاه بود
کی در حرم قدس توأش راه بود
دست همه اهل کشف و ارباب شهود
از دامن ادراک تو کوتاه بود

رباعی

این عشق که هست جزو لاینفک ما
حاشا که شود بعقل ما مدرک ما
خوش انکه ز نور او دمد صبح یقین
ما را برهاند از ظلام شک ما

ای تجھہ مین عیان نیان ہین سب ہیچ
سب ہیچ ہے یان یقین اور فہم

ای تجھہ مین نہان نیان ہین سب ہیچ
سب ہیچ ہے یان گمان اور وہم

مطلق نہین یان ترا نشان ہے
سب ہیچ نشان ہے تو جہان ہے

ہر چند ہے جان عارف آگاہ
دامن ادراکِ کنہہ حق کا

پر قدس حرم مین پائی کب راہ
یان ہاتھ کسی کے بھی نہ آیا

کیا کشف و شہود کی ہستی
کوتاہ ہے یان دراز دستی

لا ینفک جزو عشق اپنا
ہوتا گر نور اس سے پیدا

مدرک نہو عقل سے وہ حاشا
ہوتی صبح یقین ہویدا

یہہ ظلمت شک وہی نکالے
ایسے اندہیر سے بچالے

مرتبہ ثانیہ تعین اوست بہ تعین جامع مر جمیع تعینات فعلیہ وجوبیہ الٰہیہ را و جمیع تعینات انفعالیہ امکانیہ کونیہ را و این مرتبہ مسمی است بہ تعین اول۔ زیراکہ اول تعینات حقیقت وجود است و فوق او مرتبہ لاتعین است۔

لامرتبہ غیر۔

و مرتبہ ثالثہ احدیۃ جمع جمیع تعینات فعلیہ موثرہ است۔

و این مرتبہ الوہیت است۔ مرتبہ رابعہ تفصیل مرتبہ الوہیت است۔ و این مرتبہ اسماء و حضرت ایشان است۔

جو دوسرا مرتبہ ہے اسکا ق ہین جمع تعینات اشیا
سب ہین جو تعین الہی فعلی ہون یا کہ ہون جو ہولی
اور جملہ تعینات کونی امکانی ہون کہ انفعالی
جس وقت وجود کی حقیقت پائی جو تعینون مین کثرت
یان ہے جو تعینون مین پہلا اول ہے تعین اسم اسکا
تہا فوق مین اُسکے لا تعین جس جا نہ کوئی ہوا تعین
جب تیسرے مرتبہ مین آیا احدیت جمع نام پایا
پس جتنے تعین اس جگہ ہین فعلیہ اور موثرہ ہین
یعنی ہین تعینات اس کے فعل اور تاثیر کرنیوالے
یہ مرتبہ اُلوہیت ہے پس اسکی یہی خصوصیت ہے
بعد اسکے جو مرتبہ ہے چوتہا ہے مرتبہ جمیع اسما
اُس مرتبہ الوہیت کی تفصیل اسمین ہے پوری پوری

و اعتبار این دو مرتبه از حیثیت ظاهر وجود است که وجوب وصف خاص اوست - مرتبۀ خامسه احدیت جمع جمیع تعینات انفعالیه است - که از شان ایشانست - تاثیر و انفعال - و این مرتبه کونیه امکانیه است -

مرتبه سادسه تفصیل مرتبه کونیه است -

که مرتبه عالم است و عروض این دو مرتبه باعتبار ظاهر علمست که امکان از لوازم اوست -

یہ دو مراتب آخری ہین — از روئے وجودِ ظاہری ہین
دونونکی یہی ہے وجہ تعریف — اسکی ہے وجوبِ خاص توصیف
جو پانچوان مرتبہ ہے اسکا — احدیتِ جمع یہہ بھی ہوگا
چارم پنجم کا ایک ہے نام — ہر ایک کا مگر جدا رہا کام
دونون نہین فرق سے ہین خالی — فعلی وہ تھا یہ انفعالی
ہین جمع تعینات جیان — ان مین ہے بس انفعال کی شان
فعلیہ ہے وان حصول کرنا — یان اسکا اثر قبول کرنا
اس وجہہ یہ مرتبہ ہے معروف — امکان اور کونسے ہے موصوف
بعد اسکے جو مرتبہ چھٹا ہے — وہ عالم کا ہی مرتبا ہے
اجمال مین وان جو کونیہ تھا — تفصیل اسکی ہوئی ہے یہا
اعراض ان دونون مرتبونکے — ہین ظاہر علم کے سبب سے
معلوم ہوا اسی سبب سے — امکان ہے لوازمات اسکے

وان تجلی اوست بر خود بصور حقایق و اعیان ممکنات پس فی الحقیقت وجود از یکے بیش نیست که در جمیع این مراتب و حقایق که تفصیل مرتبه احدیت اند مرتبہ در ان ساریست و وی درین مراتب و حقایق عین این مراتب و حقایق است چونکه این مراتب و حقایق در وے عین وے بودند۔

حَیثُ کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَّعَہُ الشَّیْئُ

رُباعی

هستی که ظهور میکند در همه شے
خواهی که بری بحال وی با همه پے
رو بر سر مے حباب را بین که چسان
مے وی بود اندر وے و وی در مے

اپنے جُملہ حقیقتون سے
خود آپ تجلی اپنی پاکر
اِک ہی ہے وجود کی الحقیقت
احدیّت سے ہوا تنزّل
ترتیب سے جُملہ مرتبون مین
کیونکہ یہہ حقایق او رتبات

ممکن اعیان کی صورتون سے
ظاہر ہوا مرتبون مین آکر
جسنے پائی ہے آپ کثرت
پائے تفصیل مرتبے کُل
ساری ہوا سب حقیقتون مین
تھے عین وجود مطلق ذات

اللہ ہی تھا نہتی کوئی شے
اب بھی اُسی شان مین وہی ہے

ہستی ہر شئے مین ہے جو ظاہر
جام شیشئہ مے مین ہے جو کف دیکھہ

ہونا ہے تجھے گر اس سے ماہر
گنج عرفان حق بکف دیکھہ

مے پر کف ہی سو کف ہے خود مے
کف مے مین ہے نہین کوئی شے

رباعی

بر لوح عدم لوائح نور قدم
لائح گردید کس درین سر محرم
حق را مشمر جدا ز عالم زیرا
عالم همه در حق است و حق در عالم

لائحه بیست و پنجم

حقیقت الحقایق که ذات الهی ست تعالی شانه حقیقت همه اشیا رست و او فی حدِّ ذاته واحدیست که عدد را باو راه نیست۔

اما باعتبار تجلیات متکثره و تعینات متعدده در مراتب تارةً حقایق جوهریهٔ متبوعه است و تارةً حقایق عرضیهٔ تابعه۔

اس نقشِ عدم کی جب تجلی ‏ پوری لوحِ عدم مین چمکی
کوئی اس سے ہوا نہ محرم ‏ محرم جو ہوا سو ہے وہ آدم
عالم حق کے سوا نہ سمجھو ‏ حق اور عالم جُدا نہ سمجھو
حق اور عالم مین ایسے باہم ‏ عالم حق مین ہے حق مین عالم

تجلی پچیسوین

اسکی ہے جو ذاتِ مطلق ‏ کہتے ہین حقیقت الحقایق
جو سب اشیا کی ہے حقیقت ‏ ذاتِ واحد ہے اسکی صورت
ذاتِ واحد احد نہین ہے ‏ یہ واحد کچھ عدد نہین ہے
از روئے تجلیاتِ بیحد ‏ پائی ہے تعینات بیحد
گاہے بہ حقایقِ جواہر ‏ متنوع کی شان مین ظاہر
گاہے اُن کا عرض بنی ہے ‏ وصفِ تابع مین آگئی ہے
حاکم ہے کہین کہین ہے محکوم ‏ عالم ہے کہین کہین ہے معلوم

پس ذاتِ واحد بواسطۂ صفات متعددہ جواہر واعراض متعددہ متکثرہ مینماید۔ ومن حیث الحقیقہ یکیست کہ اصلا متعدد و متکثر نیست۔

رُباعی

اے بر سرِ ایوان نزدہ خط　　　پندارِ دوئی دلیلِ بعدست و سخط
در جملہ کائنات بے سہو و غلط　　　یک عین فحسب دان و نگارت فقط

این عین واحد از حیثیت تجرد و اطلاق از تعینات وتقیدات مذکورہ حقست واز حیثیت تعدد وتکثر کہ بواسطۂ تلبیس او بہ تعینات مینماید حق است و عالم۔ پس عالم ظاہر حق است وحق باطن۔ عالم پیش از ظہور عین حق بود۔ وحق بعد از ظہور عین عالم۔

بس ایک ہے اپنی ذات سے ذات | جسکے ہین بہت سے اتصافات
جن کے اعراض اور جواہر | اس کثرت سے ہوئے ہین ظاہر
ورنہ از روئے یک حقیقت | اسمین اصلا نہین ہے کثرت

ای حرف این و آن کے پیر | کھینچا نہ خط یقین سراسر
تو اپنی سمجھ پہ حرف لایا | پر حرف دوئی نہین مٹایا
اپنے پندار پر ہے نازان | ہے وہم دوئی دلیل ہجران
اس جملہ جہان مین غیر شبہات | اک عین ہے بس فقط اک ذات

تقیید و تعینات آفاق | از روئے تجرد اور اطلاق
ہین عین وجود ذاتی حق | شان اسکی مجرد اور مطلق
از روئے تکثر و تعدد | پاتا ہے وجود عین ہی خود
عالم کے لباس مین جب آیا | یان عالم و خلق نام پایا
پس یہہ عالم ہے ظاہر حق | باطن عالم کا حق ہے مطلق

بلکہ فی الحقیقت یک حقیقت است۔ وظہور و بطون و اولیّت و آخریّت از نسب و اعتبارات اوئید۔ ھُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ ؕ

رُباعی

در شکل تباین ار ز عشاق حقیقت
لا بلکہ عیان در ہمہ آفاق حقیقت

چیزیکہ بود ز روی تقیید جہان
واللہ کہ ہمان ز روی اطلاق حقیقت

رُباعی

چون حق بتفاصیل شئون گشت عیان
مشہود شد این عالم پر سود و زیان

گر باز روند عالم و عالمیان
بار تبۂ اجمال حق آید بمیان

عالم کے ظہور سے ہے پہلے — عالم کو عین حق سمجھے
اور بعد ظہورِ خلق و آدم — حق ہو گیا آپ عینِ عالم
ق
بلکہ حق تم جو پوچھتے ہو — بس ایک حقیقت اُسکو جانو
اور اسکا بطون ہے اولیّت — اور اس کا ظہور و آخریّت
دراصل ہے اک حقیقت ذات — یہ اسکے نسب او راعتبارات
اول ہے وہی وہی ہے آخر — باطن ہے وہی وہی ہے ظاہر

صورت مین تو بنگی بنکے پرفن — حق ہی تو ہے عاشق و نگار ہر تن
ہان ہمارا غلط مرا بیان ہے — حق یہ ہے کہ سب مین حق عیان ہے
تقیید کی رو سے ہی جو آفاق — واللہ خفی ہے زروی اطلاق

تفصیل و شیون سے ذاتِ باری — دارِ سود و زیان مین آئی

واپس اُس سمت اگر جہان ہو
حق کا اِجمال درمیان ہو

لائحہ بست و ششم

شیخ رضی اللہ عنہ در فص شعیبی میفرماید کہ عالم عبارت است از اعراض مجتمعہ در عین واحد کہ حقیقتِ ہستی است۔ و آن متبدل و متجدد میگردد۔ مع الانفاسِ و الآناتِ در ہر آنے عالَم بعدم میرود و مثلِ آن بوجود می آید و اکثر اہلِ عالم ازین معنی غافل اند۔ کما قال سبحانہ تعالٰے۔

بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ۲۶ پ سُوْرَةُ الْقَافِ

و از اربابِ نظر کسے برین مطلع نشدہ است۔

تجلی چھبیسوین

ق

ارشادِ جنابِ شیخ اکبر — ہے فصِّ شعیب مین مقرر

عینِ احد ہے فی الحقیقت — ہستی کی جو ایک ہے حقیقت

جسمین اعراض ہین فراہم — فرماتا ہے شیخ اسکو عالم

ہر دم ردّ و بدل ہے اسمین — ہر آن نیا عمل ہے اسمین

ہر دم عالم عدم مین جاتا — پھر مثل اُسکے وجود پاتا

عالم والے ہین اِس سے غافل — اکثر معنی سے اسکے جاہل

دیکھو تو ذرا اُٹھا کے قُرآن — ہے سورۂ ق (قاف) مین یہ فرمان

بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ؕ پ ۲۶ ۔

"بلکہ اُن پر ہے شک کا پرتو — پیدا کرنے سے از سرِ نو"

عُلَما جو صاحبِ نظر ہین — اسکے معنی سے بیخبر ہین

مگر اشاعرہ در بعضی اجزای عالم
کہ اعراض است۔ حَیث قَالُوا الأعرَاض
لَا یَبقیٰ زَمَانَین۔ ودیگر حسبانیہ کہ معروف
اند بہ سوفسطائیہ۔

در ہمہ اجزای عالم چہ جواہر وچہ اعراض
وہریک از فریقین من وجہے
خطا کردہ اند اما اشاعرہ بسبب آنکہ
اثبات جواہر متعددہ کردہ اند۔
ورائے حقیقت وجود واعراض
متبدلہ متجددہ را بہا قایم داشتہ
وندانستہ اند کہ عالم بجمیع اجزا
نیست۔

کرتے ہیں اشاعرہ یہ معنی　　اسطرح انہون نے اسکو جانا

یعنے عالم کے بعض اجزا　　رہتے نہین دو زمان مین یکجا

حسبانیہ لقب ہے جنکا　　سوفسطائی ہے عرف انکا

اسطرح سے ہے بیان انکا　ق　بعضے نہین بلکہ جملہ اجزا

یعنے جوہر عرض یہ باہم　　جملہ اجزا ہین درج عالم

ہر ایک فریق نے خطا کی　　جانی نہین عینیت خدا کی

ہے اہل اشاعرہ مین اثبات　　جوہر ہین بہت سوائے یک ذات

یعنے کہ وجود کی حقیقت　　جوہر کو نہین ہے اس سے نسبت

جوہر اور عرض یہ دونون ملکر　　تبدیل مین آرہے ہین یکسر

پر دونون نے نہ جانا اصلا　　ہردم ردّ و بدل ہے ایسا

اجزا عالم کے سب عرض ہین
تبدیل مین جاری الغرض ہین

مگر اعراض متجدّدہ متبدّلہ مع الانفاس و الآنات کہ در عین واحد جمع شدہ اند و در ہر آنے ازین عین زایل میشوند۔
و امثال انہا بوے متلبس میگردند۔
پس ناظر بواسطہ تعاقب امثال در غلط می افتد۔
و می پندارد کہ آن امریست واحد مستمر۔

كما يقول الاشاعرة في تعاقب الامثال على محلّ العرض من غير خلوّان من شخص من العرض المماثل للشخص الاوّل فيظنّ النّاظر انّها امرٌ واحدٌ مستمرةٌ

اعراض نئے بدل ہی ہیں یا
عین واحد میں ہیں فراہم
ہر آن میں مثل انکے پیدا
ناظر اسے دیکھکر یہ لے
ہے قول اشاعرہ کا جسمیں
عالم اعراض کا محل ہے

ہر آن نئے نکل رہے ہیں
زائل ہوتے چلے ہیں ہر دم
ہوکر متلکر ہیں پھر ہویدا
دہوکے ہی میں بس آگیا ہی
امثال کا ہے تعاقب ایسین
جسکا ہر آن میں بدل ہے

اک آن میں ہے کسی کا جانا
اور دوسرا اشل اُس کے آنا
آنا جانا رہا مسلسل
ہے ایک کا اک عرض مماثل
ناظر کا گمان بس یہی ہے
اک ہی شئے ہے جو چل رہی ہے

رباعی

بحریست نه کاهنده نه افزاینده / امواج برو رونده و آینده
عالم چو عبارت از همین امواجست / نبود دو زمان بلکه دو آن پاینده

رباعی

عالم بود ار نه ز عبرت عاری / نهری جاری بطورهای طاری
وندر همه طورهای جاری / سریست حقیقت الحقایق ساری

اما خطاء سوفسطائیه آنست که مع قولهم بالتبدل فی العالم باسره متنبه نشده اند بآنکه یک حقیقت است که متلبس میشود بصور و اعراض عالم و موجودات متعینه متعدده مینماید و ظهور نیست اورا در مراتب کونی جز باین صور و اعراض چنانکه وجود نیست در خارج بدون او۔

گھٹتا بڑھتا نہین سمندر — آتی جاتی ہین موجین یکسر
عالم ہے مثال موجِ دریا — جسمین دو زمان نہین ہین یکجا
پانی جس طرح سے روان ہے — عالم پایندہ اور روان ہے

عالم جو گذر رہا ہے اُسکو — عبرت کی نگاہ سے تو دیکھو
بہتی چلی جا رہی ہے اک نہر — اور اُسمیہ روان ہین لہر پہ لہر
یہہ نہر جو ایکسان ہے جاری — لہرونمین یہ کیفیت ہے ساری
ہے بھید سمجھنے کی یہہ لایق — ساری ہے حقیقت الحقائق

سوفسطائی کی یہ خطا ہے — اُن کا یہہ قول ناروا ہے
یعنی عالم مین ہے تبدّل — آگاہ نہین وہ اس سے بالکل
اگر کثرت مین اک حقیقت — موجود جہان کی پائی صورت
جو کچھ ہے یہ اختلاف ظاہر — اعراض و صور مین صاف ظاہر
خارج مین وجود ہی نہین ہے — بس عین ہی عین ہر کہین ہے

رُباعی

سوفسطائی کہ از خرد بیخبر است
گوید عالم خیالی اندر گذر است
آرے عالم ہمہ خیالست و لے
پیوستہ درو حقیقتے جلوہ گر است

واما ارباب کشف وشہود می بینند کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ در ہر نفسے متجلیست تجلی دیگر۔ و در تجلی او اصلاً تکرار نیست یعنی در دو آن بیک تعین و یک شان متجلی نمیگردد بلکہ در ہر نفسے بہ تعین دیگر ظاہر میشود و در آنے بشانے دیگر متجلی میگردد۔

سوفسطائی نہ راہ پر ہین — گمراہ ہین اس سے بیخبر ہین
انکا ہے سخن خرد سے خالی — عالم کو جو کہتے ہین خیالی
بیشک عالم تو ہے خیالی — لیکن وہ خیال کب ہے خالی
دایم یہ خیال کی ہے حالت — جلوہ گر اس مین ہے حقیقت

لیکن وہ اصل بات اگر ہے — مشہود وہ اہل کشف پر ہے
وہ حق سبحانہ تعالے — ہر دم متجلّی ہونیوالا
ہر شان مین اک نئی تجلّی — ہر آن مین اک نئی تجلّی
جو آگئی وہ نہ آئیگی پھر — کچھ اور ہی شان لائیگی پھر
آئے نہ وہی تجلّی ہر بار — اصلا ہوگی نہ اُس کی تکرار
ایسی نہ تجلی اسکو تو جان — دو آن مین اک تعین اک شان

ہر شان مین اک نیا تعین -
ہر آن مین اک نیا تعین

رُباعی

هستی که عیان نیست دو آن در شانی | در شان دگر جلوه کند هر آنی

این نکتہ بجو ز کل یوم فی شان
گر بایدت از کلام حق بُرهانے

و سر درین آنست که حضرت حق را سبحانه تعالے اسمار متقابله هست بعضے لُطفیه و بعضے قهریه۔ و همه دائما در کار اند۔ و تعطیل بر هیچ یک جائز نه پس چون حقیقتے از حقایق امکانیه بواسطه حصول شرایط و ارتفاع موانع مستعد وجود گردد۔ رحمت رحمانیه او را دریابد۔

ہر دم یک شان مین وہ ہستی — دو آن مین ایکسان نہوگی
جلوہ فرما ہے وہ ہر اک آن — جسکی ہر دم نئی ہے اکشان
یہ نکتہ حق ہے جسکی برہان — قرآن مین ہے کل یوم فی شان

جو ہے سید ہے اسمین اسکو گنئے — اسماء متقابلہ مین حق کے
لطفیہ ہین بعض نام اسکے — قہریہ ہین بعض نام اسکے

جتنے ایسے ہین نام معروف
اپنے کامون مین سب ہین مصروف

سبکو کرنی ہے اسکی تعمیل — جایز نہین ایک کو بہی تعطیل
پس امکانی جو ہین حقایق — ہر ایک حقیقت اپنے لایق

جب اسکے حقیقت شروط راست آئین
اور انکے ممانعات جائین

وہ مستعد وجود اگر ہو — رحمت رحمان کی کارگر ہو

در وے افاضۂ وجود کند و
ظاہر وجود بواسطۂ تلبیس بآثار واحکام
آن حقیقت متعین گردد بتعینے خاص۔
ومتجلی شود بحسب آن تعین۔
بعد ازان بسبب قہر احدیۃ حقیقی کہ
مقتضی اضمحلال تعینات وآثار کثرت
صوریست از آن تعین منسلخ گردد۔
ودر ہمان آن انسلاخ بر مقتضای
رحمت رحمانیہ۔
بتعینے دیگر خاص۔ کہ مماثل تعین
سابق باشد متعین گردد ودر آن ثانی
بقہر احدیۃ مضمحل گردد۔

تاثیر دکھائے اسم رحمان
جب اسپہ وجود کا ہو فیضان

لیکر احکام اور مواثر
آتا ہے نظر وجود ظاہر

اک خاص وجود کا تعیّن
ہو جاتا ہے وہ بالتیقن

یان حسب تعین اک حقیقت
بنتی ہے تجلی پاکے صورت

بعد اسکے وہ شان نام پائی ق
قہر صمدیتہ حقیقی

جتنے کہ تعین اور اثر ہین
انکی کثرت سے جو صُوَر ہین

اس قہر کا بس یہی اثر ہو
کرتا ہے مضمحل اثر کو

ظاہر جو ہوا تھا اک تعین
کر دیتا ہے محو بالتیقن

کرتے ہی یہ محو اسکو آن
رحمان کی رحمت آگئی وان

پہر خاص تعین اس مین پیدا
پہلے ظاہر ہوا تھا جیسا

سابق کی طرح تعین آئے
پہر اُسکو اک آن مین اُڑائے

تعینی دیگر بر رحمت رحمانیه حاصل اید
هذا الا ما شاء الله پس در هیچ دو آن
بیک تعین تجلی واقع نشود۔
و در هر آنی عالمی بعدم میرود و دیگری
مثل آن بوجود می آید۔ اما محجوب بجهت
تعاقب امثال و تناسب احوال
می پندارد که وجود عالم بر یک حالست
و در ازمنهٔ متوالیه بر یک منوال۔

رباعی

سبحان الله زهی خداوند ودود — مستجمع فضل و کرم و رحمت و جود
در هر نفسی برد جهانی بعدم — وآرد دگری چو آن هم اندم بوجود

رحمت رحمٰن کی پہر ہو موجود — کردے پہر قہر اُسکو مقصود

ایسی ہی رہے ہر یک تجلّی — جب تک کہ رہی خدا کی مرضی

دو آن مین ایک ہی تعین — پائے نہ تجلّی بالتیقین

پس اک عالم ہوا جو مفقود — پہر دوسرا مثل اُسکے موجود

ق

لیکن محجوب ہے جو عاری — یہ اسکی نگاہ مین ہے طاری

امثال کا دیکہکر تعاقب — احوال کا دیکہکر تناسب

دہوکا وہ سخت کہا رہا ہے — یہہ اسکو یقین آ رہا ہے

عالم کا وجود ہے جو دائم — بس ایک ہی حال پر ہے قائم

یارب تجھ مین ہین صفت موجود — فضل و کرم اور رحمت وجود

لیجاتا ہے تو ایک دم مین — اس سارے جہان کو عدم مین

مثل اُسکے دوسرا اُسی دم

لاتا ہے وجود مین تو عالم

رُباعی

انواع عطا اگرچہ خدا می بخشند | ہر اسم عطیہ جدا می بخشند
در ہر آنے حقیقتِ عالم را | یک اسم فنا یکے بقا می بخشند

دلیل بر آنکہ مجموع اعراض مجتمعہ است در عین واحد کہ حقیقۃ وجود است آنست کہ ہرچند حقایق موجودات را تحدید میکنند در حد و دلیشان غیر۔ از اعراض چیزے ظاہر نمیشود۔ مثلاً وقتیکہ گویند انسان حیوان ناطق است و حیوان جسم نامیست و حساس و متحرک بالارادہ۔ و جسم جوہریست قابل مرابعاد ثلثہ را و جوہر موجودیست لا فی موضوع۔

انواع عطا مندا ہی بخشے ہر اسم عطا جدا ہی بخشے

ناموں سے حقیقت جہان کو ہر آن فنا بقا عطا ہو

اسطرح دلیل سے عیان ہے جسکا بیان ذیل مین بیان ہے

جو کچھہ کہ وجود کی ہے حالت عین واحد ہے فی الحقیقت

جس مین اعراض مین فراہم ہین جمع تعینات باہم

تجدید وجود مین کما ہی کرتے ہین حقایق الٰہی

جو اُنکے حدود مین ہین ظاہر اعراض ہی دیکھتا ہے ناظر

مثلاً کوئی کہے کہ انسان گویا ناطق ہے ایک حیوان

جسم اور بہ نمو حس او رحرکت حیوان کے حدود کی ہے خصلت

اور جسم ہی جوہر اصل کا بل تینون ابعاد کے ہے قابل

جوہر موجود ایک ہی ہے
اور وہ موضوع سے بری ہے

وموجود ذاتیست کہ مرا ورا تحقق وحصول باشد
درین حدود ہرچہ مذکور میشود ہمہ از قبیل اعراض است
الا آن ذات مبہم کہ درین مفہومات ملحوظ است -
زیراکہ معنی ناطق ذات لہ النطق است - ومعنی
نامی ذات لہ النمو - وہکذا فی البواقی - وآن ذات
مبہم عین وجود حق وہستی حقیقی است کہ قایمست
بذات خود - ومقومست مراین اعراض را -
وآنکہ ارباب نظر میگویند - کہ امثال این مفہومات
فصول نیستند بلکہ لوازم فصول اند - کہ بآن از
فصول تعبیر میکنند بواسطہ عدم قدرت بر تعبیر
از حقایق فصول بر وجہیکہ ممتاز شوند از ماعدای
خود بعینہ ازین لوازم -

موجود ہے ذات بالتحقق | جسکو ہے حدود مین تعلق
جو کچھ کہ بیان ہوا ہے مذکور | اعراض کی رو سی ہے یہ مشہور
لیکن ان مین وہ ذات مبہم | ملحوظ ہے اور ہے مسلم
ثابت یہ ہوا نہ روئے منطق | جس ذات مین نطق ہو ہے ناطق
جس ذات مین ہو نمو ہے نامی | ایسا ہی سمجھ لو ہین جو باقی
ذات مبہم ہے ہستی حق | عین وجود ذاتی حق
جو ذات سے اپنی خود ہے قایم | دیگر اعراض کی مقوّم ہے
ارباب نظر کا یہ بیان ہے | غلطی جس قول سے عیان ہے
جتنے مفہوم کے ہین امثال | ہونگے نہ فصول وہ بہرحال
ہین بلکہ لوازمات انکے | رکہے ہین فصول نام جنکے
کہتے ہین کہ امر ہے یہ دشوار | فصل ور حقائقونکا اظہار
اس طور کہ اپنے ماسوا سے | ممتاز ہین بغیر انکے

یا لوازمیکه ازینها اخفی باشد مقدمه ایست ممنوع
وکلاییست نامسموع و بر تقدیر تسلیم هرچه
نظر با جوهر ذاتی باشد قیاس بآن عین
واحد عرضی خواهد بود زیرا که اگرچه داخلست
در حقیقت جوهر خارج است از آن عین واحد
و قایم است باد دعوے آنکه اینجا امرے
هست جوهری ورائے عین واحد
در غایته سقوط است بالتخصیص
وقتیکه کشف ارباب حقیقت
که مقتبس است از مشکوة نبوة
بخلاف آن گواهی دهد و مخالفت
عاجز باشد ۔

یا اُن سے لوازمے ہوں مخفی | کچھہ بات نہین ہے یہہ سمجھہ کی
یہہ ایک مقدمہ ہے ممنوع | دراصل ہے امر غیر مسموع
بر تقدیر ایسا اگر ہُوا ہو | تسلیم بھی کیجیے تو کیا ہو
عین واحد کا ذاتی جوہر | رہجائیگا عرض ہی بنکر
کیونکہ گر ہو یہہ امر حاصل | جوہر کی حقیقتون مین داخل
خارج یان عین سے رہا ہے | اور قایم اس سے ہو گیا ہے
دعوے انکا یہی ہوا ہے | جوہر اس عین کے سوا ہے
عین اور جوہر کو غیر سمجھا | دعوے ساقط دلیل بیجا
ہے کشف صحیح اہل حق کا | مشکوۃ نبی سے نور پایا
یہہ کشف حقایق الہی | دیتا ہے خلاف مین گواہی

ہو جائے اگر وہ اس سے واقف
عاجز ہو دلیل مین مخالف

از اقامتِ دلیل واللہ یقول الحق
وہو یہدی السبیل پ۲۱ ع الاحزاب

رُباعی

تحقیق معانی ز عبارات مجو
بی رفع قیود و اعتبارات مجو
خواہی یابی ز علتِ جہل شفا
قانون نجات از اشارات مجو

رُباعی

گشتی بو قوف ہر مواقف قانع
شد قصد مقاصدت ز مقصد مانع
ہرگز نشود تا نکنی رفع حجب
انوار حقیقت از مطالع طالع

واللہ یقول حق ہے آیت — سیدھے رستہ کی ہے ہدایت
حق بات ہے حق سنانیوالا — سیدھا رستہ بتانیوالا

تحقیق معانی نجنون سے
حاصل نہوا ان عبارتون سے

اٹھہ جائے جو قید اعتبارات — معنی نجائین خود عبارات
بیماری جہل تجھہ مین گر ہو — کوئی نسخہ نہ کارگر ہو

قانون شفا بھی ہو فضولات
تجھکو نہ نجات دین اشارات

قانع نکرین تجھے مواقف — ہوگا نہ مقاصد سے واقف
جب تک نہ حجاب دور ہوگا — کب سامنے حق کا نور ہوگا

پردہ نہ اٹھائینگے مطالع
انوار ہدا نہونگے طالع

رُباعی

در رفع حجب کوش نہ در جمع کتب
کز جمع کتب نمیشود رفع حجب
در طی کتب کجا بود نشئہ حب
طی کن ہمہ را و عد الی اللہ و تب

لائحہ بست و ہفتم

عظیم ترین حجابی و کشف ترین نقابی جمال وحدت حقیقی را تقیدات و تعددانیست کہ در ظاہر وجود واقع شدہ است بواسطہ تلبس آن باحکام و آثار اعیان ثابتہ در حضرت علم کہ باطن وجود است و محجوبان را چنان مینماید کہ اعیان موجود شدہ اند در خارج و حال آنکہ بوی از وجود خارجی بمشام ایشان نرسیدہ است۔

جو رفع حجب سے جلوہ گر ہو
وان جمع کتب نہ کارگر ہو

گو تو نے بہت کتب کیے جمع
پر تیرے حجب نہون کبھی رفع

الفت کا نشہ بری بلا ہے
اس طیِ کتب سے کیا ملا ہے

گردان کتابین ساری جا کر
وہ مصحفِ رخ مطالعہ کر

اللہ کیطرف رخ اپنا پھیر
توبہ کرنے مین کر نہ کچھ دیر

تجلی ستائیسوین

وحدت کے حجاب مین ہین مقید
وحدت کے نقاب مین ہین معدد

وحدت کا ہوا ظہور جسدم
ظاہر مین وجود پائی اسدم

لیکن اعیان کے حکم و آثار
ہے شکلِ وجود مین نمودار

جو حضرتِ علم مین ہین مخفی
اور علم ہے باطنِ وجودی

محجوبون کو یہ ہے نمایان
خارج مین عیان ہوئے ہین اعیان

حالانکہ وجودِ خارجی کی
بو تک اعیان کو نہ پہونچی

وہمیشہ بر عدمیّت اصلی خود بودہ اند وخواہند بود
وانچہ موجود ومشہود است حقیقت وجود است اما
باعتبار تلبس باحکام وآثار اعیان نہ از حیثیت تجرد
از انہا زیراکہ ازین حیثیت بطون وخفا از لوازم اوست
پس فی الحقیقت حقیقت وجود ہمچنان بر وحدتِ حقیقی خود است
کہ ازلاً بودہ وابداً خواہد بود - اما بنظر اغیار بسبب
احتجاب بصورت کثرت احکام مقید ومتعین در
می آید ومتعدد ومتکثر مینماید -

رُباعی

بحریست وجود جاودان موج زنان
زان بحر ندیدہ غیر موج اہل جہان
از باطن بحر موج بین گشتہ عیان
بر ظاہر بحر و بحر در موج نہان

یہہ اصل عدم پر اپنے قایم　　تھے اور ہین اور رہینگے دایم

موجود جو کچھہ ہے فی الحقیقت　　بس ایک وجود کی حقیقت

لیکن اعیان کے ہین یہہ احکام　　ظاہر ہین لباس ہین بالاتمام

احکام اعیان جدا نہین ہین　　کچھہ ایک سے اک سوا نہین ہین

کیونکہ یہہ بطون اور مخفی　　ہین سارے لوازم وجودی

بس اصل وجود کی حقیقت　　وحدت مین ہے اپنی فی الحقیقت

جس حال مین تھی ازل سے جیسی　　ویسی ہی وہ تا ابد رہیگی

محجوب جو ہے بچشم اغیار　　ہین اوسکے سبب قیود و آثار

وان ایک وجود تھا جو ہے یان　　تعداد کثیر سے نمایان

ہے ذات وجود اک سمندر　　بے پایان موج زن ہے یکسر

جیسے کیا بحر کا تماشا　　جز موج کے اوسمین کچھہ نہ دیکھا

دریا کے بطون سے نمایان　　بس موج ہی موج کا ہے سامان

رُباعی

بنگر بجہان سرّالہی پنہان ... چون آب حیات در سیاہی پنہان
پیدا آید بہ بحر ماہی انبوہ ... شد بحر در انبوئی ماہی پنہان

ہر گاہ کہ چیزے در چیزے نمودہ میشود ظاہر غیر مظہر است یعنی ظاہر دیگر و مظہر دیگر است وایضاً انچہ نمودہ میشود از ظاہر در مظہر شبح و صورت است نہ ذات و حقیقت الا وجود حق و ہستی مطلق کہ ہر جا کہ ظاہر است عین مظاہر است و در ہمہ مظاہر بذاتہ ظاہر۔

ق

موجین لیتا ہوا سمندر — باطن سے ہے بحر ہی کے باہر
اس بحر سے موج ہی عیان ہے — ہر موج مین بحر خود نہان ہے

تاریک جہان مین سر حق کو — مثل آب حیات دیکھو
مچھلی مچھلی بھرا ہے دریا — مچھلی سے ہی چھپا ہے دریا

جو شے جس چیز مین ہے ظاہر — ظاہر ہے وہ بغیر مظہر
یعنے ظاہر کچھ اور ہوگا — مظہر کا اور طور ہوگا

ظاہر مظہر مین ہے جو صورت
وہ ذات نہین نہ ہے حقیقت

لیکن بوجود ہستی حق — خود ذات ہی فی اتہ ہے وہ مطلق
سب جا ہستی حق ہے ظاہر — ظاہر ہی بنا ہے یان مظاہر

یعنی کہ ہین جسقدر مظاہر
مطلق ہستی ہے انمین ظاہر

رباعی

گویند دل آینه آیین عجب است | در وی رخ شاهدان خود بین عجب است

در آینه روی شاهدان نیست عجب

خود شاهد و خود آینه و این عجب است

رباعی

ای [illegible] داده جمال صورت تو | آیینه کس ندیده جز صورت تو

[illegible] که ز لطف در همه آیینه‌ها

خود [illegible] صورت تو

لایحهٔ بیست و هشتم

حقیقت هستی با جمیع شیون و صفات و نسب و اعتبارات که

حقایق همه موجوداتند در حقیقت هر موجودی ساریست

آئینِ دل آئینہ عجب ہے
اس میں ہے رخ دلبر با عجب ہے

آئینہ میں شاہدوں کا چہرا
آجائے نظر تو یہ عجب کیا

ہاں سب سے عجیب تر ہے یہ بات
شاہد ہے وہی وہی ہے مرآت

اس آئینہ میں جو کچھ جلا ہے
تیری صورت کا پرتوا ہے

اک آئینہ کبھی نہ ایسا دیکھا
جس میں ہو تیرا جلوہ پیدا

ہاں بلکہ ہے خاص لطف تیرا
سب آئینوں میں کہ ہو ہویدا

آئینوں میں عین دید ہے تو
بے صورت تو دید ہے تو

تجلی اٹھائیسوین

ہستی جو ہے اک حقیقت ذات
باشان و صفات و اعتبارات

موجود جہان کے سب حقائق
درجِ ہستی کے ہین بہ لائق

با جملہ شیون یہ ذات باری
ہر اک موجود میں ہے ساری

ولہذا قیل کل شئ فیہ کل شئ صاحب گلشن راز گوید

شعر

دل یکقطرہ را گر بر شگافی
برون آید ازو صد بحر صافی

رباعی

ہستی کہ بود ذات خدا وند عزیز
اشیا ہمہ دروی اندو وی ہمہ نیز
اینست بیان آنکہ عارف گوید
باشند ہمہ چیز مندرج در ہمہ چیز

لائحہ سیٔ ونہم

ہر قدرت و فعل کہ ظاہر از مظاہر صادر میشود از ایشان در مینماید فی الحقیقہ از حق ظاہر دران مظاہر نماہر است نہ از مظاہر شیخ رضی درحکمت علیہ میفرماید۔

کُل فی الکل جو مسئلہ ہے — جانے وہی جسکو حوصلہ ہے
یعنے ہر شئے مین کل ہی داخل — داخل ہر شئے مین شے ہی کا دل

شعر

فرمانِ جناب گلشن راز — جامی جسکے ہین نغمہ پرداز
دل کو قطرہ کے تم جو چیرو — تو صاف سمندر اسمین دیکھو
ہستی جو ہے عین ذاتِ سبحان — سب اُس مین وہ سب مین ہے نمایان

عارف نے کہا ہے کرکے تمیز
ہر چیز مین مندرج ہے ہر چیز

تجلی انتیسوین

جو فعل کسی سے گر ہو صادر
دراصل وہ فعل حق ہے ظاہر

قول شیخ علیہ رحمہ — ہے نسبت حکمت علیہ

لا فعل للعین بل الفعل للوجود فیہا فاطلقت العین ان یضاف الیہا فعل پس نسبت و قدرۃ و فعل بندہ از جہت ظہور حق است بصورت او نہ از جہت انفس او واللہ خلقکم وما تعملون میخواہ ان و وجود قدرت و فعل خود را از حضرت بیچون میدان۔

رباعی

از ما ہمہ عجز و نیستی مطلوبست
ہستی ہمہ تو الغرض زہا مسلوبست
این اوست پدید آمدہ در صورت ما
این قدرت و فعل از آن با منسوبست

جو فعل کہ عین مین ہے ظاہر
اُس فعل پر اُسکا رب ہے قادر

اور عین ہے مظہر اسی پہ
یہہ فعل مضاف ہے کسی پہ

بندہ کا یہہ فعل اور یہہ قدرت
ان سبکو مجاز سے ہے نسبت

بندہ تو بادی النظر ہے
حق آپ ہی اس مین جلوہ گر ہے

پس فعل ہوا ہے حق سے منسوب
بالکل بندہ سے ہے یہہ مسلوب

قرآن مین پڑہکے پاو عبرت
سینتیسوین سورہ کی آیت

وَاللّٰہُ خلقکم وماتعملون

تمکو اور یہہ عمل تمہارے
حق نے پیدا کئے ہین سارے

تمکو کامون سے ہے جو نسبت
حق ہی کی ہے وہ ساری قدرت

ہم سے ہستی ہے یہہ پوری مسلوب
یان نیستی عاجزی ہے مطلوب

منسوب جو فعل عبد یان ہے
رب عبد کی شکل مین عیان ہے

رباعی

چون ذات تو منفی بود ای صاحب هش
از نسبت افعال بخود باش خمش
شیرین مثلی شنو مکن روی ترش
ثبت العرش اولاً ثم النقش

رباعی

وصافی خود بزعم حاسد تا کی
ترویج چنین متاع کاسد تا کی
تو معدومی خیال هستی از تو
فاسد باشد خیال فاسد تا کی

لائحه سیم

چون صفات و احوال و افعال که در مظاهر ظاهر است
فی الحقیقت مضاف بحق ظاهر در آن مظاهر است

جب خود معدوم ہے تیری ذات — اپنے افعال مین نہ کر بات

مرغوب مثل مزہ سے سنئیے
جھٹ بھلے جما کے نقش کھینچئے

حاسد کے بہروسہ اپنی توصیف — تجھ مین کب تک رہے یہہ تعریف
چیز ایسی گھٹی ہوئی دکھاے — کب تک یہ غلط رواج پاے

معدوم ہے تو بجال ہستی
فاسد ہے تیرا خیال ہستی

تجلی تیسوین

ظاہر ہین مظاہرون مین ہر حال
سب ان کے صفات اور افعال

حق سے ہین مضاف فی الحقیقۃ — ظاہر سب مین ہے ایک صورت

پس اگر احیاناً در بعضے ازانہا شرّے و نقصانے واقع باشد از جہت عدمیّت امرے دیگر تواند بود زیراکہ وجود من حیث ہو وجود خیرِ محض است و از ہر امر وجودیکہ شری متوہم میشود بواسطہ عدمیت امر وجودے دیگر است نہ بواسطہ آن امر وجودی مِن حَیثُ ہُوَ اَمرٌ وُجُودیٌّ۔

رُباعی

ہر نعت کہ از قبیل خیر است و کمال
باشد ز نعوت ذات پاک متعال

ہر وصف کہ در حساب شر است و وبال
دارد بقصور قابلیات مآل

حکما در آنکہ وجود خیر محض است۔ دعوے ضروری کردہ اند و از برائے توضیح مثالی چند آوردہ و گفتہ۔

احیاناً بعض مین بدی ہو
یا کچہہ نقصان عارضی ہو

کوئی عدمیت امر کی ہے
خود ان مین ہی بات کچہہ بری ہے

اک حال پہ ہے وجود قایم
ہے خیر ہی خیر محض دایم

جو بات وجود مین ہو شر کی
اور ہمکو بری دکہائی دیتی

وہ اور وجود کا عدم ہے
جسمین عدمیت اتم ہے

تم اصل وجود کو نہ جانو
جز خیر کے جسمین کچہہ نہ شر ہو

خیر اور بہلائیان ہین جتنی -
جملہ ہین یہہ وصف ذات باری

شر اور بدی کے اتصافات
ہین وجہ قصور قابلیات

دعوی حکما کا ہے یہ اکثر
بس خیر وجود ہے سراسر

اثبات مین کی بہت صراحت
دی ہے تمثیل با وضاحت

که برد مثلاً مفسد ثمار وشر است لنسبت باثمار شریت
او ـ نه ازان جهت است که کیفیتے از کیفیات است
زیراکه او زین جهت کمالیست از کمالات بلکه ازانجهت
است که سبب شده است مر عدم وصول ثمار را
بکمالات لایقه خود وہمچنین قتل مثلاً که شر است شریت
او نه از جهت قدرت قاتل است بر قتل یا قاطعیت آلت
یا قابلیت عضو مقتول مر قطع را بلکه از جهت زوال
حیاتست وآن امریست عدمی الیٰ غیر ذالک
من الامثلته ـ

رُباعی

هر جا که وجود کرده سیر است ایدل	میدان بیقین که محض خیر است ایدل
هر شر ز عدم بود عدم غیر وجود	پس شر همه مقتضائی غیر است ایدل

مثلاً میوے ہین جتنے سڑتے
سردی کے سبب سے ہین بگڑتے

دراصل تو حال یہہ نہین ہے
میوے کا کمال یہہ نہین ہے

بلکہ سردی ہے اسکا عامل
جو اسکے کمال کی ہے زایل

ایسی ہی مثال قتل کی ہے
جسمین ہو پوری بدی بہری ہے

قاتل کی نہین کچھ یہہ اسمین تقصیر
جسکی قدرۃ مین کب ہے تاثیر

کاٹی نہین اسکو تیغ قاتل
مقتول کا عضو ہے قابل

بلکہ اک امر عارضی ہے
جو وجہ زوالِ زندگی ہے

امر عدمی کو ماننے کی
ایسی تو مثالین ہین بہت سی

ای دل ہے جہان وجود کی سیر
یہہ جان ہے محض خیر ہی خیر

شر مین عدمیتِ اتم ہے
جب ہو نہ وجود وہ عدم ہے

یان عین وجود خیر پر ہے
بس غیر کے مقتضا سے شر ہے

لائحۂ سی و یکم

شیخ صدر الدین قونوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ در کتاب نصوص میفرماید کہ علم تابعست مر وجود را بآن معنی کہ ہر حقیقتے از حقایق را کہ وجود است علم است وتفاوت علم بحسب تفاوت حقایقست در قبول وجود کمالاً ونقصاناً پس انچہ قابلست مر وجود را علی الوجہ الاتم والاکمل قابلست مر علم را علیٰ ہذا الوجہ وانچہ قابل است مر وجود را علی وجہ الانقص متصف است بہ علم علی ہذا الوجہ ومنشاء این تفاوت غالبیت ومغلوبیت احکام وجوب وامکانست در حقیقت کہ احکام وجوب غالب ترانجا وجود علم کامل تر۔

تجلی اکتیسوین

صدر الدین شیخ قونوی کا — فرمان نصوص ہین ہے ایسا
ہے علم وجود ہی کا تابع — اس معنی پر یہہ ہوگا نافع
رکھتی ہے وجود جو حقیقت — ہوگا علم اسکو فی الحقیقت
پر حسب تفاوت حقایق — ہوگا وہ علم اسکے لایق
جسکے قابل وجود ہویان — خواہ اسمین کمال ہو کہ نقصان
جیسا ہو وجود جسکے قابل — ویسا ہے یہ علم اسپر عامل
قابلیت علم گر اسم ہو — اسمین وہ کمال بھی اتم ہو
گر علم وجود ہو نہ خالص — اسوجہ سے وصف بھی ہو ناقص
امکان و وجوب ہین باتمام — غالب مغلوب ہین یہ احکام
ظاہر جو ہی فرق فی الحقیقت — بس ہے یہی باعث تفاوت
احکام وجوب ہون جو عامل — اسجا ہے وجود و علم کامل

و در ہر حقیقت کہ احکام امکان غالب تر وجود علم ناقص تر
و غالباً کہ خصوصیت حکم تابعیت علم مروجود را کہ در
کلام شیخ واقع شدہ است بر سبیل تمثیل است الا جمیع
کمالات تابعہ مروجود را چون حیات و قدرت
و ارادت و غیرہا ہمین حالست و قال بعضہم
قدس اللہ تعالے اسرارہم ہیچ فردے از افراد
موجودات از صفت علم عاری نیست اما علم بر دو
وجہ است یکے آنکہ بحسب عرف آنرا علم می گویند
و دیگرے آنکہ بحسب عرف آنرا علم نمیگویند۔
و ہر دو قسم پیش ارباب حقیقت از مقولہ علم است
زیرا کہ ایشان مشاہدہ می کنند سرایتہ علم
ذاتی حق را سبحانہ تعالیٰ در جمیع موجودات۔

غالب آئین جو حکمِ امکان — وان علمِ و وجود کا ہے نقصان

اس حکم کی خاص ہے جو خصلت — ہے علم کی جس سے تابعیت

ہو کر احکام ہی کا شامل — وہ خاص وجود پر ہے عامل

صدر الدین قونوی کا فرمان — تمثیل کی حیثیت سے ہے یان

ورنہ جتنے ہین یہ کمالات — تابع ہین وجود کے بدرجات

قدرت اور حیات اور ارادات — مثل علم انکی بھی ہے حالت

بعضون کا بیان ہے یہ عالی — موجود نہ علم سے ہے خالی

اشیاء موجود ہین جو ساری — کوئی نہین علم سے ہے عاری

پر علم کی وجہ دو ہین معروف — موصوف ہی اور نہین ہے موصوف

اک عرف سے علم یہ کہین ہے — اک عرف سے علم ہی نہین ہے

علم اہل شہود کو نمایان — ہے انکی نظر مین دونون یکسان

یعنی یہ علم ذات باری — جملہ موجود مین ہے ساری

وازقبیل قسم ثانی آبست مثلاً کہ بحسب عرف آنرا عالم نمیدانند
امّا می بینیم اُو راکہ تمیز میکند میان بلندی وپستی وازبلندی
عدول میکند وبجانب پستی جاری میگردد وہمچنین در خلل
جسم متخلخل نفوذ میکند وظاہر جسم متکاثف راترطیب میکند و
میگذرد الی غیر ذٰلک پس از خاصیت علم است جریان وے
بر مقتضار قابلیت قابل وعدم مخالفت باآن امادرین مرتبہ علم
درصورت طبیعت ظاہر شدہ است علیٰ ہٰذا القیاس۔
سرایتہ العلم فی سائر الموجودات بل سرایتہ
جمیع کمالات التابعیہ للوجود فی الموجودات باسرہا

رُباعی

ہستی انسفائیکہ در وبود نہان | دارد دمسرایت ہمہ اعیان جہان
ہر وصف زعینیکہ بود قابل آن | بر قدر قبول عین گشت است عیان

جو عرف ہے از قبیل پانی — اس علم کی ہے مثال پانی

پانی کو تو علم کچھ نہین ہے — پر اسکو تمیز ہر کہین ہے

یعنی کہ بلندیون سے بہنا — اور پست جگہ مین جم کے رہنا

یہہ خالی مسام مین درآئے — جاذب اجسام مین درآئے

اونچے سے اس کا ہے گذرنا — پستی مین جوف کو ہے بھرنا

خاصیت علم بھی ہے ایسی — قابل اسکے ہو چیز جیسی

لیکن ہے علم کی یہہ حالت — ظاہر ہے بصورت طبیعت

ایسا ہی علم کا بھی جریان — جملہ موجود مین ہے یکسان

بلکہ جتنے ہین سب کمالات — تابع جو وجود کے ہین بالذات

علم اور وجود کی سرایت — موجود مین ہے بلانہایت

ہستی مین صفات ہین جو پنہان — اعیان مین ہے انکا پورا عیان

جو وصف کہ عین کے تھا قابل — ظاہر ہوا حسب عین کامل

لائحہ سی و دوم

ہمچنانکہ حقیقت ہستی از جہت صرافت اطلاق خودش ساریست در ذوات جمیع موجودات بحیثیتیکہ در آن ذوات عین آن ذواتست چنانکہ آن ذوات در وے عین وے بودند ہمچنین صفات کاملہ او لکلہا۔ واطلاقہا۔ در جمیع صفات موجودات ساری اند۔ بمشابہ کہ در ضمن صفات ایشان عین صفات ایشان اند۔ چنانکہ صفات ایشان در ضمن آن صفات کاملہ عین آن صفات کاملہ بودند مثلاً صفت علم در ضمن علم عالم بکلیات عین علم بکلیات و در ضمن علم فعلی وانفعالی عین علم فعلی وانفعالی۔

تجلی بتیسوین

اطلاق کی روسے باطرافت | ہستی کی ہے جسطرح حقیقت
جُملہ موجود مین ہے ساری | ہے ذات مین انکی بلکہ جاری
اس رنگ سے ہے سمائی ہستی | ان ذاتون مین عین ہی ہے انکی
ہستی جو تھی عین ذات کامل | ایسے ہی صفات بھی ہین شامل
جتنے موجود مین ہون اوصاف | ہستی کے بھی ساری انمین ہین صاف
موجود کے وصف ہونگے جتنے | وہ عین صفات انکے ہونگے
وصفِ کامل ہین وصف انکے | عین اوصافِ کاملہ تھے
بس علم کا وصف علم ہی مین | ہو عالمِ جزئیات اسی مین
جو علم کہ اس جگہ ہے اسکو | وہ علم جزئیات سمجھو
ایسا ہی ہے کلیات کا علم | جیسا کہ تھا جزئیات کا علم
فعلی ہو یا ہو انفعالی | عینِ علم اس سے ہے نہ خالی

و در ضمن علم ذوقی وجدانی عین علم ذوقی وجدانی۔

تا غایتیکه در ضمن علم موجوداتیکه بحسب عرف ایشان را عالم نمیدارند۔ عین علمیست که لایق حال ایشان است۔

وعلی هذا القیاس سائر الصفات والکمالات۔

رباعی

ای ذاتِ تو در ذواتِ اعیان ساری
اوصافِ تو در صفاتِ شان متواری
وصفِ تو چو ذاتِ مطلق است اما نیست
در ضمنِ مظاهر از تقیّد عاری

وجدانی ہو علم یا ہو ذوقی ۔ عینیتِ علم مین ہے وہ بھی

یان تک اس علم کا ہے نقشا
موجودجہان کے ہین جو اشیا

عالم تغیین جانتے ہو جن کو ۔ بے علم سمجھ رہے ہین ان کو

دراصل ہے عینِ علم اِن مین
لایق جمال کے رکھتا جن مین

ہین علم کے عین سب ہی حالات ۔ ایسے ہی صفات اور کمالات

ساری اعیان مین ذات تیری (سریان)
موصوفون مین نہان صفات تیری

جسطرح تیری ہے ذات مطلق ۔ ویسی ہی تیری صفات مطلق

موجودجہان مین ذاتِ باری
تقیید سے کچھ نہین ہے عاری

لائحۂ سی و سوم

حقیقت هستی ذات حضرت حق است سبحانه تعالیٰ وشیون ونسب واعتبارات آن صفات او واظهار او مر خودش را۔ متلبسه بهذه النسب والاعتبارات فعل وتاثیر او وتعینات ظاهره مترتبه علی هذا الاظهار آثار او

رباعی

خود را بشیون ذات آن پرده نشین شده جلوه ده از مظاهر دنیی و دین
زین نکته که گفتم ای طلبگار یقین ذات و صفت و فعل و اثر نیز ببین

لائحۂ سی و چهارم

کلام شیخ رضی الله عنه در بعضی مواضع فصوص مشعر بآنست که وجود جمیع اعیان ممکنات و کمالات تابعه۔

تجلی تینتیسوین

ہستی کی حقیقت اوسکی ہے ذات　　وصف اوسکی شئیون مین اعتبارات
پائے ہین نسبتین لباس جن مین　　اظہار اسکا ہوا ہے ان مین
فعل اور اثر کا اُسکے اظہار　　ہے شکل تعینات آثار
ترتیب سے ہے ظہور انکا　　جو نہین مین تہا ستور انکا

خود ذات ہی کے شئیون مین اپنی　　اُس پردہ نشین نے کی تجلی
کونین مین جتنے ہین مظاہر　　جلوے ہین اُسی کے انمین ظاہر
بس دیکہہ یقین سے اے طلبگار　　گر اپنی سمجہہ مین ہے تو ہُشیار
نکتہ یہہ مین نے جو کہا ہے　　فعل وصفت اور ذات کیا ہے

تجلی چونتیسوین

ہین بعض فصوص شیخ اکبر　　جن مین ہے کلام اُنکا اظہر
ممکن اعیان وجودہی کے　　اور اُسکے وجود کمال تابعی کے

مروجود را مضاف بحضرت حق است سبحانہ تعالیٰ و
در بعضے مواضع دیگر مشعر بآنکہ انچہ مضاف بحضرت حق است
ہمین افاضۂ وجود است وبس۔ وتوابع وجود از مقتضیات
اعیان ثابتہ است وتوفیق میان این دو سخن آنست
کہ حضرت حق را سبحانہ دو تجلی است یکے علمی عینی کہ صوفیہ
تعبیر ازان بفیض اقدس کردہ اند۔ وآن عبارتست از
ظہور حق سبحانہ ازلاً در حضرت علم بر خود بشں
بصور اعیان وقابلیات واستعدادات ایشان۔ ودوم
تجلی شہادی وجودی کہ معبر میشود بفیض مقدس وآن عبارت
است از ظہور وجود حق سبحانہ تعالیٰ منصبغ با احکام وآثار
اعیان و این تجلی ثانی مترتب بر تجلی اوست ومظہر است مر کمالاتی را
کہ تجلی اول در قابلیات واستعداد اعیان اندراج یافتہ بود۔

حق ہی سے مضاف ہوگئے جانو — جز حق کے تو حق نہین کسیکو
اور بعض مقام مین ہے یہ بھی — جسکی توضیح شیخ نے کی
جو کچھ ہے مضاف حق سبحان — بس ہمارا وجود کا ہے فیضان
اور جو تابع وجود کے ہین — ثابت اعیان کی وجہ سے ہین
ہے ان مین جو اتفاق باہم — حق کی دو تجلیان ہین مبہم
علمی عینی ہوئی جو پھیلی — فیض اقدس ہے وہ تجلی
یعنے اعیان کی صورتون مین — اُن کی سب قابلیتون مین
ازلاً حق کا ظہور اس جا — ہے علم کے مرتبہ مین ہوتا
اور دوسری اوسکی جو تجلی — ہوتی ہے شہادی و وجودی
موسوم باسم اصطلاحی — ہے فیض مقدس الٰہی
ظاہر ہے وجود حق سبحان — باحکم واثر برنگ اعیان
پھیلی یہ مرتب ہو کے بدلی — علمی عینی ہے یہ تجلی

رباعی

یک جود تو نقش بستہ صدگونہ گدا | یک جود نصیب ہر یکے دادہ جدا
آن جود نخستین ازلا بود و بر آن
این جود پسین است ترتب ابدا

پس اضافت وجود کمالات تابعہ مر وجود را بحق سبحانہ تعالیٰ باعتبار مجموع تجلیین است و اضافت وجود بحق و اضافت توابع آن باعیان باعتبار تجلی ثانیست زیراکہ مترتب نمیشود بر تجلی ثانی الا افاضہ بود بر اعیان و اظہار انچہ اندراج یافتہ بود در ایشان بمقتضاء تجلی اول۔

اعیان مین جو پہلے مندرج تھے	ظاہر کئے یان کمال انکے
یک فیض سے نقش تیری بابت ہے جو	صد چند گدا کو ہین عطا بخش
یک فیض نے کی ادا سخاوت	ہر اک کو جدا بحسب قسمت
اول ازلی ہے فیض تیرا	آخر ابدی ہے فیض تیرا
پس جملہ وجود کے کمالات	تابع جو وجود کے ہین بالذات
رکھتے ہین وجود حق سے نسبت	سبکی ہے اسیطرف اضافت
حق یہ ہے کہ وجود حق تعالے	مجموع ہے دو تجلیون کا
اور حق سے وجود کی اضافت ق	اسکے تابع کی بھی اضافت
اعیان کیطرف اگر نہ ہوتی	سمجھو کہ ہے دوسری تجلی
ہے وجہ کہ دوسری تجلی	ہرگز ترتیب پر نہوتی
جب تک پہلی کے مقتضا سے	جو رنگ کہ اسمین مندرج تھے
ہوتا نہ وجود کا جو فیضان	ہرگز ظاہر نہوتے اعیان

رباعی

بشنو سخنی مشکل و سرّی مغلق · هر فعل و صفت که شد باعیان ملحق
از یک جهت الجمله مضافست بما · وز وجه دگر جمله مضافست بحق

تذییل

چون مقصود ازین عبارات و مطلوب ازین اشارات تنبیه بود بر احاطهٔ ذاتی حق سبحانه تعالے و سریان نور او در جمیع مراتب وجود تا سالکان آگاه و طالبان صاحب انتباه بشهود هیچ ذات از مشاهدهٔ جمال ذات او ذاهل نشوند- و بظهور هیچ صفت از مطالعهٔ کمال صفات او غافل نگردند. و آنچه مذکور شد در ادای این مقصود کافی بود و در تبیان این مطلوب وافی لاجرم برین قدر اقتصار افتاد و برین چند رباعی اختصار کرده شد-

سن بات جو ادق بیان ہے   اعیان کا جو فعل وصف یان ہے
اک وجہ سے ہی مضاف سب ہے   اور دوسری وجہ سے ہی رب ہے

تذییل

مقصود یہ تھا عیار تولے   مطلوب یہ تھا اشتار توسے
پائے تنبیہ اس سے طالب   جتنے ہین وجود کے مراتب
ان سب مین ہے نور حق کا سیران   ہے سب پہ محیط ذات سبحان
تا جتنے ہین سالکان آگاہ   پائین وہ طلب کی اس سے کچھ راہ
جس ذات پہ وہ نظر اٹھائین   حق کا نہ جمال بھول جائین
جسمین جو وصف دیکھین کامل   ہون حق کے کمال سے نہ غافل
مقصود اس مین جو کچھ تھا کافی   مطلوب بیان ہے یہ وافی

کر کے بس مختصر یہ تقریر
لکھین چند رباعیات تحریر

رباعی

جامی تن زن سخن طرازی تا چند
افسون گری و فسانه سازی تا چند
اظهار حقایق بسخن هست خیال
ای ساده دل این خیال بازی تا چند

رباعی

در زنده فقر عیب پوشی بهتر
در نکتهٔ عشق تیزهوشی بهتر
چون رنج سخن مقصود لقا نیست
از گفت شنید ما خموشی بهتر

رباعی

تا کی چو درا کنی فغان و خروش
یکدم بنشین ازین همه درای خموش
گنجینه درهای حقایق نشوی
مادام که چون صدف نگردی همه گوش

رباعی

ای طبع ترا گرفته وسواس سخن
میدار اگر اهل دلستی پاس سخن
مکشای زبان بکشف اسرار وجود
کین دُر نشود سفته بالماس سخن

جاتی کب تک سخن طرازی　　افسون گری ور فسانہ بازی
ظاہر نہ سخن سے ہون حقایق　　باتین ہین یہ خیال ہی کے لایق
اسکے سوا دہن دل اپنی علیل کب تک　　خاموش اب یا خیال کب تک

اس حجرہ فکر مین ہر ایک　　پوشیدہ جو عیب ہے تو بہتر
اس نکتہ کو سُن تو یہان کہنا　　بس عشق مین تیز ہوش ہنا
مقصد یہ سخن کا ہے یو بردا　　باتون سے تو ہے خموشی اولے

خاموش کہ یون ہے اسکے باتند　　افشان کب تک خروش تا چند
کیونکر اس گنج کے ہو لایق　　کسطرح ملین دُرِ حقایق
جب تک نہ یہ تن صدف ہو　　دُرِ عرفان بکف نہوگا

ا سر سخن کی دل یہ ہو ا　　دانش ہے تو رکھ سخن کا ہی پاس
اسرار دیو دکے نہ کہو لو　　اس بات مین منہ سی کچھ نہ بولو
واللہ یہ گوہر نہ سفتہ　　الماس سخن سے ہو نہ سفتہ

رباعی

یکلحظ بهر یکی به عیب اندر کنش
وانکه نتوان ز جمال عیب اندر کنش
چون جلوهٔ آن جمال بیرون ز تو نیست
پا در ره و دامان بهر عیب اندر کش

رباعی

ای کرد غمش او فتاده چاک بکفن
آلوده مکن ضمیر پاکت بسخن
چون لال تو این در و گهر نیست ازین
لب را مکشا به نطق خاکت بدهن

رباعی

جامی غم دوست بعالم ندهی
با هر که تو دوست شرح این غم ندهی
مرغ غم او بحیله شد با ما رام
خاموش که مرغ رام را رم ندهی

تمت بالخیر

یہہ سخت جو دکہین ہوتی | باتون کی سوئی نہین ہوتی

پردہ کو اوٹھا مٹلکے تب غیب | جب دیکہہ جمال صورت غیب
ہے اسکا جمال تیرے اندر | وہ جلوہ نہین ہے تجہسے باہر
دامن مین پاؤن کو چھپالے | سر اپنا جیب مین جہکالے

غم مین جو ہوا ہے تو کفن چاک | دل اپنا نکر سخن سے ناپاک
خاموش جو ہو نجات ہے پہر | گو لگا جو ہے تو بات ہے پہر
لب کہول نہ تو کبہی سخن مین | مٹی پڑے اس ترے دہن مین

جامی اس دوست کا جو ہے غم | عالم کو بندے نہ کر اسے کم
اس شرح مین بندلبن زبان کہہ | جو غیر ہوا اس سے تو نہان کہہ
اس مرغ کا خامشی جو ہے دام | حیلے سے ہمارا ہو گیا رام
جو رام ہوا اسکو رم نہ کیجیے | غفلت سے کہین اڑا نہ دیجیے

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ چشتیہ صابریہ عالیہ

مخمس بر غزل مولانا جامی علیہ الرحمہ

الٰہی از لطفِ پیرِ صغر مرا بکن پاک از منی ما
بحقِ خاموشی ہادی ما دلیل پاک رسول نما
بعینِ الطاف چشمِ دل را بنورِ ہاشم تو محو فرما
اَحِنُّ شوقاً الیٰ دیارٍ لَقِیتُ فیہا جمالَ سلمیٰ
کہ میرساند ز آن نواحی نوید لطفے بجانب ما

بحقِ حافظ و پیرِ اعظم دلِ مرا کن ز غیر خالی
بحقِ چشتیم گرہ بکن گزیدم بحقِ شاہ ابوالمعالی
بلطفِ سالم و بہمیک پیران بمن نما حسن لایزالی
بکت عیونی علی سنہا وفی فصلہ حالی ولا عنالی
کہ دانم آخر طبیب وصلت مریض خود را کند مداوا

مرا نو داؤد دستگیری ببین بپائے تو سر نہادہ
بہمت بوسعید والابدال نوشم بکن زیادہ
خباب صبا دو تیغ شہوری این غریب بیاخبر بیادہ
بوادی غم منم فتادہ زمام فطرت ز دست دادہ

نه بجبت یاور نه عقل رهبر نه تن توانا نه دل شکیبا

نظام[12] المحبت لیلی من شد چشتم من بهار دوست محمل
جمال حق شیخ جلال[13] محمود و هم ز قدوس[14] سجده حاصل

محمد[15] عارف چو آئینه شد و عارف[16] احمد بحسن کامل
زهی جمال تو قبله جان حریم کوی تو کعبه دل

فان سجدنا الیک نسجد و ان سعینا الیک نسعی

بذوق عبدالحق[17] رودهولی جلال[18] دین تو مرا زین در
که شمس[19] دین گشت یست صابر[20] بجا روم من بگو ز کلیر

عطا کند چون فرید[21] اینجا ز لطف گنج نبات و شکر
اگر بجرمم برانی از در روم کجا من نیم بهیچگینی هر

قسم بجانت که بر ندارم سر ارادت ز خاک آن پا

به قطب[22] دین بختیار کاکی معین[23] دین گفت سر باطن
رسید عثمان[24] شاه هارون آن رمز حاجی[25] شریف زندنی

ز خواجه مودود[26] و ناصر الدین[27] و بو محمد[28] شده مبین
ز سر عشق تو بو ساکن زبان ارباب

ز بی زبانی غم نهانی چنانکه دانی شد آشکارا

به بخت نازم ز خواجه احمد[29] که بو اسحاق[30] شد رسائی
خوش است دردی که علو ممشاد[31] و آن هبیره[32] بلو دلکی

دلم ربودی حذیفه[33] مرعشی بلطف ادهم[34] زد لربائی
بناز گفتی فلان کجائی چه بو حالت درین جدائی

مرضت من عشقها و مت من هجرها فکیف اشکو الیک شکوا

۳۴ فضیل و ۳۵ واحد ۳۶ حسن بصری و ۳۷ خثیم ز ۳۸ گلشنها

۳۹ ولی محمد نما اید که روی تست ای بنا تو لوا

چه دور و نزدیک و لیست با لا تیه هجر اچه بر زن کو

بر آستانت کمینه جامی مجال بعدن نه ید از آنرو

بکنج فرقت نشسته محزون بکوی محنت گرفته ماوا

صحت نامہ سوانح جامی تجلیات دل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۹	امیددون	امیدون	۳۳	۵	کتاب ز	کتاب
۵	۸	نیۃ	پۃ	۳۶	۵	نسبتاین شرافیہ	نسبت شریفہ
۹	۱۰	یکھہ	تجھہ	۳۶	۱۰	بطالت	بیطالت
۱۱	۵	سستی	مستی	۳۷	۷	مصرف	مصروف
۱۲	۱۱	روشس	روشن	۴۰	۶	اخیار	اغیار
۱۶	۷	لغمہ ران	نغمہ زن	۴۳	۲	باقی اللہ اللہ	باقی اللہ
۱۶	۱۰	نغمہ ر	نغمہ	۴۲	۸	فنا ز فنا	فناءِ فنا
۱۸	۲	توانگر	تونگر	۴۶	۲	ظہور	طیور
۲۲	۴	اجباب	احباب	۴۷	۲	بہی	یہی
۲۳	۱۰	منہی	منتہی	۴۷	۴	حالی	غالی
۲۴	۸	من	مین	۵۲	۱۰	قوتی	فوتی
۲۴	۸	اسکا	جسکا	۵۲	۱۰	نہ تحت	و نہ تحت
۳	۱۰	[illegible]	کی	۵۴	۳	صِبغۃ	صبغتہ
۴	۱۱	[illegible]	دیآن	۶۱	۲	کیفبت	کیفیت
۴	۲	[illegible]	دین	۶۱	۱۰	جاوہ	جلوہ
۵	۹	[illegible]	پڑھوٹی	۶۲	۴	مشتنع	ممتنع
۶	۳	رسم	ترسم	۶۳	۱	ذانی	ذاتی
۱۸	۲	درددل	دردل	۶۳	۱۱	نسبت	نسبتُ
[illegible]	۴	تیرسے مین	تیرے دل مین	۶۵	۳	ذاتِ	ذاتہ
[illegible]	۹	مین ہے حقیقت	مین حقیقت	۶۵	۵	نیکے	[illegible]
[illegible]	۲	صباحت چہ کنی	سیاحت خدچکی	۶۶	۲	تو	[illegible]
۳۱	۶	انسان سے	انسان مین	۶۶	۷	القصاف	[illegible]
۳۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۶۵	۱۰	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۲	۱۰	مخالی	مجالی
۴۳	۲	حیرت	صورت
۷۴	۷	جمایکہ	جملیکہ
۷۶	۸	ہرستان	ہرشان
۷۶	۲	کمال قال	کما قال
۷۹	۴	ہستی	ہنسی
۷۹	۶	گرہہ جملہ	یہہ جملہ
۸۰	۲	حقیقت و	حقیقت
۸۰	۳	جود	وجود
۸۰	۶	بشہونہ	بشنونہ
۸۲	۷	تغحص	تصفح
۸۴	۲	وحدیت	وحدت
۸۴	۱۰	شود	نشود
۸۶	۲	یلاین	یلیق
۸۷	۷	جزوکل	جزو و کل
۸۹	۳	عمر	عمرو
۸۹	۵	عمر	عمرو
۸۹	۹	ہوپلید	ہوگیا پلید
۸۹	۱۰	ہر	پر
۹۱	۱	چمک	چمکے
۹۰	۷	نہ	بہ
۹۰	۸	باز	از
۹۲	۵	توبتو	بتو
۹۲	۶	مستلزم	مطلق مستلزم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۰	۲	ہذہ لاعتبارات	ہذہ الاعتبارات
۷۳	۱	ہ	وہ
۱۰۵	۶	ہرایک	ہراک
۱۰۵	۷	ہرایک	ہرآک
۱۰۵	۸	مین	ہین
۱۰۹	۴	تعوت	نعوت
۱۱۱	۴	ہے	ہین
۱۱۱	۷	کی ہستی	کی ہے ہستی
۱۱۳	۱۰	پس	بس
۱۱۶	۱۲	اندسے	اندروسے
۱۱۷	۶	اورتبات	اور زرتبات
۱۱۹	۴	مین	ہین
۱۱۹	۱۰	مین ظاہر	مین ہے ظاہر
۱۲۰	۵	سراین	سرحرف این
۱۲۰	۹	عق	خلق
۱۲۰	۱۰	باطر	باطن عالم
۱۲۱	۱۰	پاتاہے	پایاہے
۱۲۲	۱	ہے	[illegible]
۱۳۳	۱۱	درآسے	[illegible]
۱۳۴	۷	دائیمادر	د
۱۳۴	۸	کاراند	درا
۱۳۵	۴	مین	ہی
۱۳۸	۱	تعینے	ذ
۱۳۸	۲	ہذاالا	ہذ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۶	۱۰	تنیرے	سیرت	۱۳۹	۱	مقصود	مفقود
۹۷	۱۰	ترے	تری	۱۴۱	۵	ہین	ہیں
۱۴۲	۴	لہ النق	لہ التنطق	.	.	.	.
۱۴۲	۱۲	بغیہ	بغیر	.	.	.	.
۱۴۲	۹	فضول	فصول	.	.	.	.
۱۴۲	۵	لہکذا	ہکذا	.	.	.	.
۱۴۳	۴	نہ روئے	نرہ ئے	.	.	.	.
۱۴۷	۷	نقولات	فضولات	.	.	.	.
۱۵۰	۱۱	بجر	بحر	.	.	.	.
۱۵۸	۱	المربها	لربها	.	.	.	.
۱۵۹	۸	بہ ما	وما	.	.	.	.
۱۶۲	۷	غیر	خیر	.	.	.	.
۱۶۴	۱۱	سر	سیر	.	.	.	.
۱۶۶	۳	تابعت	تابعیت	.	.	.	.
۱۶۸	۱	وجودعلم	وجود و علم	.	.	.	.
۱۶۸	۱۰	ار	از	.	.	.	.
۱۷۰	۴	نفو[illegible]	نفوذ	.	.	.	.
۱۷۵	۱	ہیا[illegible]	ہیں	.	.	.	.
۱۷۶	[illegible]	شرد	شد	.	.	.	.
۱۷[illegible]	[illegible]	منصبع	منصبغ	.	.	.	.
[illegible]	[illegible]	اواست	اول است	.	.	.	.
[illegible]	[illegible]	عینی	غینی	.	.	.	.
[illegible]	[illegible]	عین	بہ عین	.	.	.	.
[illegible]	[illegible]	اجزا شد	عاجز باشید ازقاب[illegible]	.	.	.	.
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	.	.

صحیفه	سطر	غلط	صحیح	صحیفه	سطر	غلط	صحیح
۱۷۹	۱۳	یه	به	.	.	.	.
۱۸۳	۸	تشنر	تشنه	.	.	.	.

قـ ۵۲۱۰
۷۱۰

22 1/99
5|8|97
17/8

UNIVERSITY OF TORONTO
3 1761 01170521 7

BP
189
J3
1912